سورۃ المطففين

# تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جمیع الحقوق محفوظة
All Rights Reserved
2025

## سُورَةُ المُطَفِّفِين

# تفسیر ارشدی

مرتب
ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

**SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI** waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے"۔

سُورَةُ الإِسْرَاء

## قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

# إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواما ويضع به آخرين

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو

اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے"۔

رواہ مسلم

# فہرس

## سُورَةُ الْمُطَفِّفِين


| صفحہ نمبر | عنوان |
|---|---|
| | پہلا حصہ (سورۃ المطففین کا عمومی جائزہ) بعض اہداف |
| 3 | بعض اہداف |
| 4 | مختصر تعارف |
| 4 | سورۃ المطففین: موضوعات، ساخت اور باہمی ربط |
| 4 | موضوعات |
| 4 | بددیانتی اور ناانصافی کی مذمت |
| 5 | آخرت میں جوابدہی |
| 5 | بدکاروں اور نیکوکاروں کا انجام |
| 5 | نیک لوگوں کا مذاق اُڑانا |
| 5 | جنت کی خوشیاں |
| 5 | گناہ کے نتائج |
| 5 | ساخت (سورۃ المطففین کی تین اہم حصوں میں تقسیم) |
| 6 | بدکاروں اور نیکوکاروں کا انجام (آیات 7-28) |
| 6 | مذاق اور کرداروں کا الٹ جانا (آیات 29-36) |
| 6 | آیات کے درمیان باہمی ربط |
| 7 | بدکاروں اور نیکوکاروں کے متضاد انجام |
| 7 | مذاق اور الٰہی انصاف |

موضوعات میں ربط 7

دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)

تفسیری ترجمہ 9

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)-(کلمہ کی ساخت کی سمجھ)

آیات 1-6: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت 16
آیات 7-17: بدکاروں کا انجام 19
آیات 18-28: نیکوکاروں کا انعام 20
آیات 29-36: مومنوں کا مذاق اور کرداروں کا الٹ جانا 21

چوتھا حصہ (سورۃ المطففین کے موضوعات اور عنوانات)

سورۃ المطففین کے موضوعات اور عنوانات 33

پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

اللہ تعالیٰ نے ناپ تول پوری کرنے کا حکم دیا ہے 44
اہلِ جنت کے درجات کا فرق 45

چھٹا حصہ (احادیث کا مجموعہ) وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں

حدیث 1: دھوکہ دہی سے منع 47
حدیث 2: تجارت میں دیانت داری 47
حدیث 1: قیامت کے دن حشر 48
حدیث 2: قیامت کے دن کی کیفیت 48
حدیث 1: گناہ کا دل پر اثر 48
حدیث سے مستنبط نکات 50
حدیث 1: جنت کے انعامات 50

حدیث 1: نیکوکاروں کا مقام ____ 51

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث)

تفسیر بالحدیث ____ 58

آٹھواں اور نواں حصہ (تفسیر صحابہ و تابعین کے)-(تفسیر بالرائے محمود)

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے ____ 64

9- تفسیر بالرائے المحمود ____ 64

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

حصہ دوم: تفصیلی تفسیر ____ 68

سورۃ المطففین (تفسیر قرطبي سے چند نکات) ____ 68

تفسیر ابن العثیمین ____ 69

تفسیر شیخ عبد الرحمن السعدی ____ 72

تفسیر ابن العثیمین ____ 76

فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات ____ 80

گیارھواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

بعض موضوعات ____ 83

بعض اسباق ____ 83

مناسبت / لطائف التفسیر ____ 85

منتخب آیات اور حدیث برائے حفظ تذکیر و تدبر ____ 85

بارہواں حصہ

عمومی معلومات ____ 106

اسرائیلی روایات (اسرائیلیات) کی تردید ____ 106

جدید شکوک واعتراضات کی تردید ___ 107

ردِّشبہات 1: مذہب کے بغیر اخلاقیات ___ 107

ردِّشبہات 2: مومنین کا مذاق اڑانا ___ 107

ردِّشبہات 3: معاشی انصاف میں خواتین کا کردار ___ 107

طلبہ وطالبات کے لئے 3 اسائنمنٹ ___ 107

بچوں کے لیے اسائنمنٹس (عمر: 8-12 سال) ___ 108

اسائنمنٹ 2: دیانت داری اور جوابدہی کو دریافت کرنا ___ 108

اسائنمنٹ 3: نیک لوگوں کے انعامات ___ 108

بڑوں کے لیے اسائنمنٹس ___ 109

اسائنمنٹ 1: معاشی انصاف پر غور وفکر ___ 109

اسائنمنٹ 2: سِجّین اور عِلّیّین کا تقابل ___ 109

اسائنمنٹ 3: یومِ حساب پر جوابدہی ___ 110

**آرٹیکل نمبر 1** ___ 110

بیوع کے چند آداب ___ 110

**آرٹیکل نمبر: 2** ___ 111

بیوع سے متعلق بعض آیات واَحادیث برائے حفظ وتدبر ___ 111

آیات البیوع ___ 111

تحریم الرِّبا ___ 113

احادیث البیوع ___ 115

**آرٹیکل نمبر 3** ___ 119

حلال وحرام کی پہچان ___ 119

تعریفِ حلال، حرام اور مکروہ 120
آرٹیکل نمبر 4 120
اسلام کی خدمت کے لئے مالداروں کی قربانیاں 120
عناصرِ خطبہ: 120
تمہید 120
دس مالدار صحابہ اور ان کی اسلامی خدمت و سخاوت 125
سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی مراجع و مصادر 126
آرٹیکل نمبر 5 127
رزق میں برکت کے لئے 13 اسلامی طریقے 127
عناصرِ خطبہ 127
تمہید 128
رزق میں کشادگی اور برکت کے ذرائع 128
1۔ پہلا پوائنٹ: استغفار 128
2۔ دوسرا پوائنٹ: التبکیر فی الرزق:۔(صبح سویرے رزق تلاش کرنے کے لئے نکلنا) 129
3۔ تیسرا پوائنٹ: تقوی اختیار کرنا 130
4۔ چوتھا پوائنٹ: اپنے آپ کو کبیرہ گناہوں سے بچانا 131
5۔ پانچواں پوائنٹ: التوکل علی اللہ 132
توکل کا مطلب 133
آرٹیکل نمبر 6 135
تمہید 136
ہر مسلمان پر اتنا شرعی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے وہ حلال و حرام۔۔۔ 136

عہد صحابہ میں علم تجارت کی اہمیت ____ 137
معاملات کی حرمت وحلت کا علم حاصل کرنے سے متعلق ایک شیطانی وسوسہ ____ 137
قیامت کے دن مال کے متعلق سوالات ____ 138
مال کمانے اور خرچ کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ____ 139
کسب حرام سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں اگرچہ وہ انتہائی عاجزی کے ساتھ اللہ کو پکارے ____ 140
**آرٹیکل نمبر 7** ____ 143
یوم آخرت پر ایمان ____ 143
فہرست ____ 143
آخرت کے دن پر ایمان تین امور پر مشتمل ہے ____ 143
دوبارہ اٹھایا جانا برحق اور ثابت ہے ____ 144
حساب وجزا پر ایمان لانا ____ 144
جنت اور جہنم پر ایمان لانا ____ 146
یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات ____ 147
**آرٹیکل نمبر 8** ____ 147
جنت میں لیجانے والے 20 اعمال، جہنم میں لیجانے والے 20 اعمال ____ 147
جنت میں لیجانے والے بعض اعمال صالحہ ____ 147
1. ایمان اور عمل صالح ____ 147
2. تقوی اور پرہیز گاری ____ 148
3. اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمابرداری ____ 148
4. اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ____ 148
5. اللہ تعالی کے دین پر استقامت ____ 149

6.علم دین کا حاصل کرنا ____ 149
7.مسجد تعمیر کرنا ____ 149
8.اچھے اخلاق ____ 150
9.مسجد کو جانا اور آنا ____ 150
10.حج مبرور (مقبول حج) ____ 150
11.نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا ____ 150
12. صبح اور شام سید الاستغفار کا اہتمام کرنا ____ 150
13.دن اور رات میں 12 رکعتوں (سنن مؤکدہ) کا اہتمام کرنا ____ 151
14.سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا اور کھانا کھلانا ____ 151
15 سچ بولنا، وعدو پورا کرنا، امانت کی حفاظت کرنا، شرمگاہ کی حفاظت کرنا... ____ 151
16.اللہ کی خاطر اپنے مسلم بھائی کی زیارت کرنا، اپنے شوہر سے محبت کرنے والی عورت... ____ 158
17.عورت کا پنجگانہ نماز ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اپنے شوہر کی اطاعت کرنا... ____ 158
18 لڑکیوں کی پرورش کرنا ____ 158
19 اولاد کی موت پر ثواب کی نیت سے صبر کرنا ____ 153
20. یتیم کی کفالت ____ 153
جہنم میں لیجانے والے بعض گناہ ____ 154
1. اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ____ 154
2. نماز کا چھوڑنا ____ 154
3 سود لینے، دینے، لکھنے اور گواہ بننے والا ____ 154
4.پاک دامن عورت پر تہمت لگانا ____ 154
5 فیصلے میں اللہ کا قانون نہ لینا ____ 154

6. حق کو چُھپانا ____ 155
7. رِیاکاری کرنا ____ 155
8ہم جنس پرستی ____ 155
9. زنا ____ 155
10. کسی جان کو قتل کرنا ____ 155
11. کسی پر ناحق ظلم کرنا ____ 156
12. ناحق یتیموں کا مال کھانا ____ 156
13شراب پینااور جوا کھیلنا ____ 156
14. زمین میں فساد برپا کرنا ____ 156
15 تکبر کرنا ____ 156
16اپنے آپ کو قتل کرنا ____ 157
17. منافقت اختیار کرنا ____ 157
18. اپنی عزت کی خاطر گناہ پر جمے رہنا ____ 157
19. مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دینا ____ 157
20. کنجوسی کرنا ____ 157

# سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ

## سُوْرَۃُ المُطَفِّفِين

سورۃ المطففین کی تفسیر 12 حصوں میں (Tafseer of Surah mutaffifeen in 12 Segments))

سورہ کا عمومی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں سابقہ اور آئندہ سورتوں کے ساتھ تعلق کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس میں سورہ کے موضوعاتی انداز اور مقاصد کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔

**نوٹ**: سورتوں کے مقاطع اور باہمی تعلق کی اکائیاں۔

## (83) سورۃ المطففین

| | | |
|---|---|---|
| ناپ تول میں کمی کرنے والے | Those Who Deal in Fraud | Al-Mutaffifeen |

مقام نزول

اس سورت کے مقام نزول میں اختلاف ہے۔ مصحف مدینہ کے حساب سے یہ سورت مکی ہے

## بعض اہداف

- آخرت پر عقیدہ کمزور ہو تو عملی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اس سورہ میں اسی کی تفصیل بیان کی گئی ہے، ساتھ میں ابرار وفجار ہر دو کا تذکرہ بھی ہے۔[1]
- ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے انجام کا بیان ہے۔[2]
- ان کافروں کا ذکر ہے جو مومنوں کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے لیے دردناک عذاب کا بیان ہے۔ اور ابرار کے لیے خوش خبری ہے۔[3]
- مکہ میں نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسا مرحلہ بھی گذرا کہ کفار قریش اپنی مجلسوں میں انہیں

---

1 مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں ( الجنة دار الأبرار والطريق الموصل إليها:أبو بكر جابر الجزائري)

2 (مزید تفصیل کے لیے تفسیر اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن ص 454)

3 مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (الصارم المسلول على شاتم الرسول صلى الله عليه وسلم:أحمد بن عبد الحليم بن تيمية)

ستا کر مزہ لیتے تھے۔ اس طرح ان ستانے والوں کے لئے دھمکی بھی دی گئی ہے۔

- ❖ بعض لوگوں کی بری عادت ہوتی ہے کہ انہیں دوسروں کو نقصان پہنچانے پر مزہ آتا ہے (sadistic pleasure) نعوذ باللہ، اس سورت میں ایسے مزاج کی تربیت اور اس پر تنبیہ کی گئی ہے جیسے ناپ تول میں کمی کر کے یا دوسروں کو غمز یعنی آنکھوں اور چہرہ بنا کر مذاق اڑا کر مزہ لینا۔[4]
- ❖ مضمون کے اعتبار سے علماء نے اس کو مکی سورت کہا ہے جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مدنی کہاہے، یہ بھی ممکن ہے کہ سورت مکی ہو لیکن مدینہ جانے کے بعد وہاں کے کچھ حالات اسی طرح کے رہے ہوں جس کی اصلاح کے خاطر آپ نے اس سورت کو وہاں پڑھ کر سنایا ہو۔ (اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے)

## مختصر تعارف

### سورۃ المطففین: موضوعات، ساخت اور باہمی ربط

سورۃ المطففین قرآن کا 83واں سورہ ہے، جس میں 36 آیات ہیں۔ یہ ایک مکی یا مدنی سورت ہے (علماء میں اختلاف ہے، مصحف مدینہ کے حساب سے یہ سورت مکی ہے، جو اخلاقیات، انصاف، آخرت اور نیک و بد کے انجام جیسے موضوعات کو بیان کرتی ہے۔ ذیل میں اس کے موضوعات، ساخت اور آیات کے باہمی ربط کا جائزہ پیش کیا گیا ہے:

## موضوعات

### بد دیانتی اور ناانصافی کی مذمت

سورۃ کا آغاز سخت تنبیہ سے ہوتا ہے ("خرابی ہے ان کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں")۔ یہ ان لوگوں کی مذمت کرتی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، اور انسانی معاملات میں انصاف اور دیانت داری کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

---

4 مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (التصفية والتربية وحاجة المسلمين إليهما: محمد ناصر الدين الألباني)

← یہ خبردار کرتی ہے کہ ایسی بددیانتی کا سبب آخرت پر ایمان کی کمی ہے۔

## آخرت میں جوابدہی

سورۃ قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے کی ناگزیر حقیقت کو اجاگر کرتی ہے، جہاں ہر شخص اپنے اعمال کا حساب دے گا۔ بدکار اور کافر اپنے اعمال کی سخت سزا پائیں گے۔

## بدکاروں اور نیکوکاروں کا انجام

سورۃ میں سِجّین (بدکاروں کا ریکارڈ، سب سے نچلے درجے میں محفوظ) اور علّیّین (نیکوکاروں کا ریکارڈ، سب سے اعلیٰ درجے میں محفوظ) کے تصورات پیش کیے گئے ہیں۔

← یہ بدکاروں کے عذاب اور نیکوکاروں کی ابدی نعمتوں کا تقابل کرتی ہے۔

## نیک لوگوں کا مذاق اُڑانا

سورۃ بیان کرتی ہے کہ دنیاوی زندگی میں کافر مومنوں کا مذاق اُڑاتے تھے، لیکن آخرت میں یہ معاملہ الٹ جائے گا۔ نیک لوگ جنت میں اپنے تختوں پر بیٹھے کافروں پر ہنسیں گے، جو کہ کامل انصاف کو ظاہر کرتا ہے۔

## جنت کی خوشیاں

سورۃ نیکوکاروں کے انعامات بیان کرتی ہے، جن میں تسنیم کا خالص مشروب اور مومنوں کے چمکدار چہرے شامل ہیں، جو جنت میں ان کی ابدی خوشی کی علامت ہیں۔

## گناہ کے نتائج

سورۃ بیان کرتی ہے کہ گناہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور انسان کو اپنے رب سے دور کر دیتا ہے۔

یہ الٰہی ہدایت کو نظر انداز کرنے سے خبردار کرتی ہے، اور بتاتی ہے کہ آخرت کو نظر انداز کرنا اخلاقی زوال کا باعث بنتا ہے۔

## ساخت (سورۃ المطففین کی تین اہم حصوں میں تقسیم)

سورۃ کو تین اہم حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

ناانصافی کے خلاف ابتدائی انتباہ (آیات 1-6):

1) ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت۔
2) آخرت میں جوابدہی کی یاددہانی۔
3) اس دن کا حوالہ جب سب اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

## بدکاروں اور نیکوکاروں کا انجام (آیات 7-28)

- سِجّین کے طور پر بدکاروں کے ریکارڈ اور ان کے انجام کی تفصیل۔
- عِلِّیِّیْن کے طور پر نیکوکاروں کے ریکارڈ اور ان کے ابدی انعامات کی تفصیل۔
- جنت کی منظر کشی: آراستہ تخت، چمکدار چہرے، اور تسنیم کا مشروب۔

## بدلہ پورا ملے گا (آیات 29-36)

- دنیاوی زندگی میں کافروں کا مومنوں کا مذاق اُڑانا۔
- قیامت کے دن کرداروں کا الٹ جانا، جب مومن کافروں پر ہنسیں گے۔
- الٰہی انصاف کی تصدیق، کہ بدکاروں کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔

## آیات کے درمیان باہمی ربط

اخلاقی ناانصافی اور جوابدہی:

❖ سورۃ کا آغاز ناپ تول میں کمی کی اخلاقی خرابی سے ہوتا ہے۔ اس رویے کو قیامت کے دن جوابدہی کے عقیدے کی کمی سے جوڑا گیا ہے۔ قیامت اور جوابدہی کے ذکر کی طرف منتقلی اخلاقی بدعنوانی کو روحانی غفلت سے جوڑتی ہے۔

## بدکاروں اور نیکوکاروں کے متضاد انجام

درمیانی حصہ سِجّین اور عِلّیّین کے درمیان زبردست تقابل پیدا کرتا ہے، جو بتاتا ہے کہ ایمان واعمال انسان کے انجام کا تعین کرتے ہیں۔ یہ تقابل بددیانتی اور آخرت پر ایمان کے نتائج کو اجاگر کرتا ہے۔

## مذاق اور الٰہی انصاف

آخری حصہ دنیاوی زندگی میں کافروں کے مذاق کو آخرت میں ان کی ذلت سے جوڑتا ہے۔ سورۃ بتاتی ہے کہ انصاف کے ترازو کیسے برابر ہوتے ہیں، جو مومنوں کے لیے تسلی اور کافروں کے لیے انتباہ ہے۔

## موضوعات میں ربط

سورۃ انسانی رویے (بددیانتی، مذاق) اور ان کے نتائج (ابدی سزا یا انعام) کے درمیان منتقلی کرتی ہے، جو جوابدہی اور انصاف کے مرکزی موضوع کو تقویت دیتی ہے۔

**نتیجہ:**

سورۃ المطففین ایک ایسی سورت ہے جو اخلاقی، روحانی اور آخرت سے متعلق موضوعات کو یکجا کرتی ہے۔ اس کی ساخت میں انتباہ، امید اور الٰہی انصاف کا توازن ہے۔ باہم مربوط آیات مومنوں کو اپنے معاملات میں انصاف قائم رکھنے، آخرت پر ایمان مضبوط کرنے اور جنت کی ابدی نعمتوں کی آرزو کرنے کی رہنمائی کرتی ہیں۔ سورت میں نیکوکاروں اور بدکاروں کے انجام کے واضح تقابل ہر فرد کو اس کی آخری جوابدہی کی زبردست یاددہانی ہیں۔

# دوسرا حصہ

## (تفسیری ترجمہ)

## دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)

❖ قرآن کے معانی کا ترجمہ پیش کرتا ہے، جس کے ساتھ آیت بہ آیت تشریح شامل ہوتی ہے۔

❖ آیت بہ آیت سورۃ المطففین (The Defrauders) کی وضاحت۔ یہ سورۃ بددیانتی کے اخلاقی اور روحانی نتائج کو بیان کرتی ہے، انصاف، جوابدہی اور آخرت پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

آیت 1: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ

❖ "خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔"

یہ آیت ان لوگوں کو خبردار کرتی ہے جو دوسروں کے ساتھ دھوکہ دہی یا بددیانتی کرتے ہیں، خاص طور پر تجارت اور لین دین میں۔ یہ ان لوگوں کے لیے سخت نتائج کو اجاگر کرتی ہے جو دوسروں کا حق مار کر کم دیتے ہیں یا معاہدے کے مطابق پورا نہیں دیتے۔

آیت 2: الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

❖ "وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔"

یہ افراد جب خود لینے والے ہوں تو اپنا پورا حق لیتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ان کو کسی قسم کی کمی نہ ہو۔

آیت 3: وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

❖ "اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

لیکن جب یہ دینے یا اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی پوزیشن میں ہوں تو جان بوجھ کر دوسروں کو کم دیتے ہیں، جو خودغرضی اور بددیانتی کو ظاہر کرتا ہے۔

آیت 4: أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ

❖ "کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا؟"

یہ آیت ایک سوالیہ انداز میں ان بددیانتوں کو چیلنج کرتی ہے کہ کیا وہ قیامت کے دن جوابدہی کی حقیقت کو نظر انداز

کر رہے ہیں؟

## آیت5:لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

❖ "ایک عظیم دن کے لیے۔"

یہ قیامت کے دن کی طرف اشارہ ہے، جسے ایک عظیم اور اہم واقعہ قرار دیا گیا ہے، جس کا ہر ایک کو سامنا کرنا ہے۔

## آیت6:يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

❖ "جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"

یہ آیت اس بات کی سنگینی کو اجاگر کرتی ہے کہ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینا ہو گا، جہاں تمام اعمال—اچھے اور برے—تولے جائیں گے۔

## آیت7:كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ

❖ "ہرگز نہیں! بے شک بدکاروں کا ریکارڈ سجّین میں ہے۔"

بدکاروں کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ ان کے اعمال کا ریکارڈ سجّین میں ہو گا، جو گناہگاروں کی سزا سے متعلق ایک جگہ یا رجسٹر ہے۔

## آیت8:وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ

❖ "اور تمہیں کیا معلوم کہ سجّین کیا ہے؟"

یہ سوالیہ انداز سِجّین کی پراسرار اور خوفناک حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

## آیت9: كِتَابٌ مَّرْقُومٌ

❖ "یہ ایک لکھا ہوا رجسٹر (کتاب) ہے۔"

یہ تصدیق کرتا ہے کہ ان کے اعمال کا ریکارڈ نہایت باریکی سے لکھا اور محفوظ کیا گیا ہے، جس میں انکار یا فرار کی کوئی گنجائش نہیں۔

## آیت 10: وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

❖ "اس دن خرابی ہے جھٹلانے والوں کے لیے۔"

ان لوگوں کے لیے ایک وارننگ ہے جو حق کو جھٹلاتے ہیں، خاص طور پر قیامت کے دن کی حقیقت کو۔

## آیت 11: الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ

❖ "وہ لوگ جو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔"

یہ جھٹلانے والے وہ ہیں جو جوابدہی اور اپنے اعمال کے حساب پر ایمان نہیں رکھتے۔

## آیت 12: وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ

❖ "اور اسے ہر سرکش گنہگار ہی جھٹلاتا ہے۔"

صرف وہ لوگ جو گناہ میں ڈوبے ہوئے اور الٰہی ہدایت کے خلاف بغاوت کرنے والے ہیں، جزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔

## آیت 13: إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

❖ "جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں، کہتا ہے: 'اگلوں کے افسانے ہیں۔'"

یہ جھٹلانے والے اللہ کی آیات کو قدیم افسانے قرار دے کر مسترد کرتے ہیں، جو ان کی تکبر اور حق سے بے رغبتی کو ظاہر کرتا ہے۔

## آیت 14: كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

❖ "ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

ان کے گناہوں اور مسلسل برے کاموں نے ان کے دلوں کو خراب کر دیا ہے، جس نے انہیں حق کو پہچاننے یا قبول کرنے سے روک دیا۔

## آیت 15: كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ

❖ "ہرگز نہیں! بلکہ اس دن وہ اپنے رب سے پردے میں رکھے جائیں گے۔"

قیامت کے دن انہیں اللہ کو دیکھنے سے محروم رکھا جائے گا، جو ان کے کفر اور تکبر کی سزا ہے۔

### آیت16:ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ

❖ "پھر بیشک وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔"

ان کا حتمی انجام جہنم ہے، جہاں وہ اپنے انکار اور ناانصافی کے نتائج بھگتیں گے۔

### آیت17:ثُمَّ يُقَالُ هَـٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ

❖ "پھر ان سے کہا جائے گا: 'یہی ہے وہ (عذاب) جسے تم جھٹلاتے تھے۔'"

یہ سزا انہیں اس سچائی کی شدید یاد دہانی کروائے گی جسے انہوں نے دنیا میں مسترد کیا تھا۔

### آیت18:كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ

❖ "ہرگز نہیں! بلکہ نیکوکاروں کا ریکارڈ عِلِّيِّيْن میں ہے۔"

اس کے برعکس، نیک لوگوں کے اعمال کا ریکارڈ 'عِلِّيِّيْن' میں ہوگا، جو عزت اور انعام سے وابستہ جگہ ہے۔

### آیت19:وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ

❖ "اور تمہیں کیا معلوم کہ عِلِّيِّيْن کیا ہے؟"

یہ سوالیہ جملہ 'عِلِّيِّيْن' کی بلند اور ناقابلِ فہم حقیقت پر زور دیتا ہے۔

### آیت20:كِتَابٌ مَّرْقُومٌ

❖ "یہ ایک لکھا ہوا رجسٹر (کتاب) ہے۔"

بدکاروں کی طرح نیکوکاروں کے اعمال بھی لکھے گئے ہیں، لیکن عزت کی جگہ پر۔

### آیت21:يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ

❖ "جسے مقرب فرشتے دیکھ رہے ہوں گے۔"

یہ معزز ریکارڈ اللہ کے مقرب فرشتوں کی نگرانی میں ہوں گے، جو نیکوکاروں کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

### آیت22:إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ

❖ "بیشک نیکوکار نعمتوں میں ہوں گے۔"

نیکوکار جنت میں ابدی خوشی اور انعامات سے لطف اندوز ہوں گے۔

## آیت 23: عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ

❖ "اونچی مسندوں پر بیٹھے جنت کے نظارے کر رہے ہوں گے۔"

وہ جنت میں آراستہ تختوں پر ٹیک لگائے اپنے گرد و نواح کے مناظر دیکھتے ہوئے آرام کر رہے ہوں گے۔

## آیت 24: تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ

❖ "تم ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی پہچان لو گے۔"

ان کی خوشی اور اطمینان ان کے چہروں پر نمایاں ہوگا، جو ان کی ابدی مسرت کی عکاسی کرے گا۔

## آیت 25: يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ

❖ "انہیں مہر بند (خالص) شراب پلائی جائے گی۔"

انہیں پاکیزہ اور لذیذ مشروب پیش کیے جائیں گے، جو دنیا کے آلودہ لذتوں کے بالکل برعکس ہوں گے۔

## آیت 26: خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ

❖ " جس پر خوشبو کی مہر لگی ہوگی، پس اسی (انعام) کے لیے مسابقت کرنے والے مسابقت کریں۔"

مشروب کی خوشبو نہایت عمدہ ہوگی، اور آیت ایسے انعامات کے حصول کی جدوجہد کی ترغیب دیتی ہے۔

## آیت 27: وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ

❖ "اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی۔"

یہ مشروب تسنیم کے ساتھ مخلوط ہوگا، جو جنت میں پانی کا ایک پاکیزہ اور اعلیٰ ذریعہ ہے۔

## آیت 28: عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ

❖ "ایک چشمہ جس سے مقرب (بندے) پیتے ہیں۔"

یہ چشمہ خصوصاً اللہ کے سب سے نیک اور معزز بندوں کے لیے مخصوص ہے۔

## آیت 29: إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ

❖ "بیشک جو لوگ مجرم تھے، وہ ایمان لانے والوں پر ہنستے تھے۔"

دنیاوی زندگی میں کافر مومنوں کا ان کے ایمان کی وجہ سے مذاق اڑاتے اور انہیں مذاق اڑاتے والے تھے۔

## آیت 30: وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ

"اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھوں سے اشارے کرتے (یعنی طنز کرتے)۔"

وہ مومنوں کو حقیر سمجھتے ہوئے طنزیہ نظروں سے دیکھتے تھے۔

## آیت 31: وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ

❖ "اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو ہنستے کھیلتے لوٹتے۔"

وہ اپنے مذاق پر فخر کرتے اور دوسروں کے ساتھ اسے تفریح کے طور پر بانٹتے تھے۔

## آیت 32: وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَـٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ

❖ "اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے: 'بے شک یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔'"

کافروں نے مومنوں کو گمراہ اور بے وقوف سمجھتے ہوئے غلط فیصلہ کیا۔

## آیت 33: وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ

❖ "حالانکہ انہیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔"

اللہ واضح کرتا ہے کہ ان مذاق اڑانے والوں کو مومنوں پر حکمرانی یا ان کے فیصلے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

## آیت 34: فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ

❖ "تو آج ایمان والے کافروں پر ہنس رہے ہیں۔"

آخرت میں کردار بدل گئے ہیں: مومن خوشی مناتے ہیں جبکہ کافر ذلت کا سامنا کرتے ہیں۔

## آیت 35: عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ

❖ "آرام دہ صوفوں پر ٹیک لگائے (بیٹھے) دیکھ رہے ہیں۔"

اب جنت میں موجود مومن اپنے مذاق اڑانے والوں کی سزا کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

## آیت 36: هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

❖ "کیا کافروں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا گیا؟"

سورت اس بات کی تصدیق کے ساتھ ختم ہوتی ہے کہ کافروں کو ان کے اعمال کی منصفانہ سزا ملی، اور مکمل انصاف

قائم ہوا۔

# تیسرا حصہ

## (لغوی تشریح)-(کلمہ کی ساخت کی سمجھ)

## تیسرا حصہ (لغوی تشریح)-(کلمہ کی ساخت کی سمجھ)

حصہ اول: کتاب "السراج" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح

حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ۔

سورۃ کا تفصیلی تجزیہ (آیت بہ آیت)، جس میں الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔ اس تجزیہ میں اسماء کے واحد اور جمع، تمام مشتقات کے ماضی، مضارع، مجرد اور مصدر، اور ان کے معانی شامل ہیں۔ یہ عمل ہمیں قرآن کے گہرے معانی میں مزید غوطہ لگانے کے قابل بناتا ہے۔

### ترتيبها 83...سورة المطففين...آياتها 36...مكية
### الآية...الكلمة...معناها

| شمار No. | قرآنی الفاظ Quranic Words | عربی میں معنی Translation in Arabic | اردو میں معنی Translation in Urdu | انگریزی میں معنی Translation in Englis |
|---|---|---|---|---|
| 1 | ويل | عذاب شديد | بڑی خرابی ہے | Woe to |
| 2 | للمطففين | الذين يبخسون المكيال، والميزان | کمی کرنے والوں کی | Those who give less |
| 3 | يخسرون | ينقصون في المكيال، والميزان | وہ کم دیتے ہیں | They cause loss |
| 4 | يظن | يعتقد | وہ خیال کرتے ہیں | They think |
| 5 | كتاب الفجار | كتاب أعمالهم، أو مصيرهم | بدکاروں کا اعمالنامہ. | The record of the wicked |
| 6 | سجين | سجن، وضيق | سجین (تنگی) | Sijjeen (congested ) |
| 7 | مرقوم | مكتوب كالرقم في | لکھی ہوئی (کتاب) | Inscribed |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | الثوب لا يمحى | | |
| Transgressor | حد سے آگے نکل جانے والا | ظالم متجاوز للحد | معتد | 8 |
| Sinful | .گناہگار | كثير الإثم | أثيم | 9 |
| Stories | افسانے | أباطيل | أساطير | 10 |
| The stain has covered | زنگ | غطى | ران | 11 |
| They will be partitioned. | اوٹ میں رکھے جائیں گے | محرومون من رؤية ربهم | لمحجوبون | 12 |
| They will [enter and] burn in Hellfire | جہنم میں جھونکے جائیں گے | لداخلو النار يقاسون حرها | لصالوا الجحيم | 13 |
| In'illiyyin ( high place) | علیین میں ہے (اونچی جگہ میں) | لفي مرتبة، ومكان عال | لفي عليين | 14 |
| On adorned couches | مسہریوں | الأسرة المزينة بالستور، والثياب | الأرائك | 15 |
| The radiance | تروتازگی | بهجة | نضرة | 16 |
| [Pure] wine | خالص | خمر صافية | رحيق | 17 |
| The last of it is musk (the sealed nectar) | مشک کی مہر | آخره رائحة المسك | ختامه مسك | 18 |
| And its mixture | اس کی آمیزش | خلطه | ومزاجه | 19 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| Tasneem | تسنیم | عين في أعلى الجنة | تسنيم | 20 |
| (They) will drink from it | وہ لوگ (اس چشمہ سے) پئیں گے | يشربون متلذذين بها | يشرب بها | 21 |
| Derisive glances | آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے ہیں | يغمز بعضهم بعضا بأعينهم استهزاء | يتغامزون | 22 |
| They returned | وہ لوگ لوٹے | رجعوا | انقلبوا | 23 |
| Jesting (joking) | دل لگیاں کرتے | متلذذين بسخريتهم من المؤمنين | فكهين | 24 |
| As guardians | پاسبان | رقباء يحصون أعمالهم | حافظين | 25 |
| Been rewarded | پورا پورا بدلہ پالیا | جوزي | ثوب | 26 |

حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ۔

سورۃ کا تفصیلی تجزیہ (آیت بہ آیت)، جس میں الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔ اس تجزیہ میں اسماء کے واحد اور جمع، تمام مشتقات کے ماضی، مضارع، مجرد اور مصدر، اور ان کے معانی شامل ہیں۔ یہ عمل ہمیں قرآن کے گہرے معانی میں مزید غوطہ لگانے کے قابل بناتا ہے۔

## آیات 1-6: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت

1. وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

❖ وَيْلٌ: اسم؛ واحد (اس کا کوئی جمع نہیں)۔ معنیٰ: "خرابی" یا "سخت عذاب کی وعید"۔

## ❖ لِلْمُطَفِّفِينَ:[5]

---

5

❖ الطُّفافَةُ

❖ الطُّفافَةُ : الشيءُ اليسيرُ يبقَى في الإناء ونحوِه.

❖ و الطُّفافَةُ ما لا يُعتَدُّ به.

المعجم: المعجم الوسيط

طَفَّف - طفف - تطفيفا

١- طفف المكيال أو الوزن : نقصه. ٢- طفف على عياله : ضيق عليهم وبخل. ٣- طفف عليه : أعطاه أقل مما أخذ منه . ٤- طفف به الموضع : دفعه إليه وقربه. ٥- طفف به الفرس : وثب. ٦- طففت الشمس : مالت للمغيب. ٧- طفف الطائر : بسط جناحيه.

المعجم: الرائد

طفّف المكيال والميزان

نقصهما وبخسهما، لم يوفِّهما :-طفَّف الوزن فلم يربح حلالاً- ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾.

المعجم: عربي عامة

طفف

ط ف ف: الطَّفِيفُ القليل

المعجم: مختار الصحاح

طفَّفَ

طفَّفَ : مبالغة في طفّ.

و طفَّفَ المكيال ونحوَه: بَخَسَهُ ونقَصَه.

فهو مُطفّف.

وفي التنزيل العزيز: المطففين آية ١(وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ) ) .

المعجم: المعجم الوسيط

تفسير الجلالين

﴿وإذا كالوهم﴾ أي كالوا لهم

﴿أو وزنوهم﴾ أي وزنوا لهم

﴿يُخْسِرون﴾ ينقصون الكيل أو الوزن.

- المُطَفِّفِينَ: اسم؛ المُطَفِّف (واحد) کی جمع۔
- اصل: ط-ف-ف
- صیغہ: مزید فیہ (باب تفعیل)
- معنی: "وہ لوگ جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں" یا "جو ناپ تول میں دھوکہ دیتے ہیں"۔

2.الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

❖ الَّذِينَ: موصول؛ جمع۔ معنی: "وہ لوگ جو"

❖ اكْتَالُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ک-ي-ل (باب ضرب یضرب)
- صیغہ: مزید فیہ (باب افتعال)
- معنی: "وہ اپنے لیے ناپتے ہیں"

❖ عَلَى النَّاسِ:

❖ النَّاسِ: اسم؛ انسان کی جمع۔ معنی: "لوگ"

❖ يَسْتَوْفُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: و-ف-ي
- صیغہ: مزید فیہ (باب استفعال)
- معنی: "وہ پورا لیتے ہیں"

3.وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

❖ كَالُوهُمْ: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ک-ي-ل (باب ضرب یضرب)
- صیغہ: ثلاثی مجرد

- معنی: "وہ ان کے لیے ناپتے ہیں"

❖ وَزَنُوهُمْ: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: و-ز-ن (باب ضرب یضرب)
- صیغہ: ثلاثی مجرد
- معنی: "وہ ان کے لیے تولتے ہیں"

❖ يُخْسِرُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: خ-س-ر
- صیغہ: مزید فیہ (باب افعال)
- معنی: "وہ نقصان دیتے ہیں"

## 4. أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ٦

---

[6] تفسير الجلالين

﴿ألا﴾ استفهام توبيخ

﴿يظن﴾ يتيقن ﴿أولئك أنهم مبعوثون﴾.

تفسير الميسر

عذابٌ شديد للذين يبخسون المكيال والميزان، الذين إذا اشتروا من الناس مكيلا أو موزونًا يوفون لأنفسهم، وإذا باعوا الناس مكيلا أو موزونًا يُنْقصون في المكيال والميزان، فكيف بحال من يسرقهما ويختلسهما، ويبخس الناس أشياءهم؟ إنه أولى بالوعيد من مطففي المكيال والميزان. ألا يعتقد أولئك المطففون أن الله تعالى باعثهم ومحاسبهم على أعمالهم في يوم عظيم الهول؟ يوم يقوم الناس بين يدي الله، فيحاسبهم على القليل والكثير، وهم فيه خاضعون لله رب العالمين.

معنى الفُجورِ لُغةً:

فَجَر يَفجُرُ فُجورًا، أي: فَسَق. وهذه المادَّةُ تدُلُّ على التَّـفتُّحِ في الشَّيءِ، ومنه: انفَجَر الماءُ انفِجارًا: تَفتَّحَ. والفُجْرةُ: مَوضِعُ تَفتُّحِ الماءِ. ثمَّ كَثُر هذا حتَّى صار الانبعاثُ والتَّفتُّحُ في المعاصي فُجورًا؛ ولذلك سمِّيَ الكَذِبُ فُجورًا، واستُعمِلَ في الزِّنا ورُكوبِ كُلِّ أمرٍ قبيحٍ. ثمَّ كَثُر هذا حتَّى سُمِّيَ كُلُّ مائِلٍ عن الحَقِّ فاجِرًا. وقال الرَّاغِبُ: (الفَجرُ: شَقُّ الشَّيءِ شَقًّا واسِعًا... والفُجورُ: شَقُّ سِترِ الدِّيانةِ).

معنى الفُجورِ اصطِلاحًا:

قال الجُرْجانيُّ: (الفُجورُ: هو هيئةٌ حاصلةٌ للنَّفسِ بها يـباشِرُ أمورًا على خلافِ الشَّرعِ والمروءةِ) .

وقيل: الفُجورُ بمعنى: الانبعاثِ في المعاصي والتَّوسُّعِ فيها .

وقيل: الفُجورُ: المَيلُ عن الحَقِّ إلى الباطِلِ .

وقال النَّوويُّ: (الفُجورُ هو الميلُ عن الاستقامةِ) .

وقال ابنُ حَجَرٍ: (هو اسمٌ جامعٌ للشَّرِّ) .

وقال أيضًا: (الفُجورُ: الميلُ عن الحَقِّ والاحتيالُ في رَدِّه)

سِجّين: (اسم)

السِّجِّينُ : السَّجْنُ

السِّجِّينُ

السِّجِّينُ : السَّجْنُ.

و السِّجِّينُ موضع فيه كتاب الفُجَّار.

المعجم: المعجم الوسيط

معنى مَرْقُومٌ في القرآن الكريم

كتابٌ مَرقوم﴿٩ المطففين﴾ بَـيّـن الكتابة أو معلّـم بعلامة

مَرْقُومٌ﴿٩ المطففين﴾ مكتوب

مرقوم﴿٩ المطففين﴾ مرقوم: مكتوب.

رقم الرقم: الخط الغليظ، وقيل: هو تعجيم الكتاب. وقوله تعالى: ﴿كتاب مرقوم﴾ [المطففين/٩]، وأصحاب الرقيم (هم الذين قال الله فيهم: ﴿أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبا﴾ الكهف: ٩. وانظر أخبارهم في الدر المنثور ٣٦٨/٥ - ٣٧٠)، قيل: اسم مكان، وقيل: نسبوا إلى حجر رقم فيه أسماؤهم، ورقمتا الحمار: للأثر الذي على عضديه، وأرض مرقومة: بها أثر نبات، تشبيها بما عليه أثر الكتاب، والرقميات: سهام منسوبة إلى موضع بالمدينة. ❁❁❁

رقم معنى مَرْقُومٌ في القرآن الكريم الى اللغة الإنجليزية

مَّرْقُوم written

تفسير آية ٩ من سورة المطففين

تفسير الجلالين

﴿كتاب مرقوم﴾ مختوم.

تفسير الميسر

❖ يَظُنُّ: فعل (مضارع)؛ واحد مذکر غائب۔

- اصل: ظ-ن-ن
- صیغہ: ثلاثی مجرد
- معنی: "کیا وہ نہیں سمجھتے؟"

❖ مَّبْعُوثُونَ: اسم؛ مَبْعُوث (واحد) کی جمع۔

- اصل: ب-ع-ث (باب فتح یفتح)
- معنی: "دوبارہ اٹھائے جائیں گے"

## 5. لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

❖ يَوْمٍ: اسم؛ واحد۔ معنی: "دن"

❖ عَظِيمٍ: صفت؛ واحد مذکر۔

- معنی: "عظیم" یا "بہت بڑا"

## 6. يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

❖ يَقُومُ: فعل (مضارع)؛ واحد مذکر غائب۔

- اصل: ق-و-م (باب نصر ینصر)
- صیغہ: ثلاثی مجرد
- معنی: "کھڑے ہوں گے" یا "اٹھیں گے"

❖ النَّاسُ: اسم؛ انسان کی جمع۔ معنی: "لوگ"

❖ لِرَبِّ: اسم؛ واحد۔ معنی: "رب کے لیے"

---

حقا إن مصير الفُجَّار ومأواهم لفي ضيق، وما أدراك ما هذا الضيق؟ إنه سجن مقيم وعذاب أليم، وهو ما كتب لهم المصير إليه، مكتوب مفروغ منه، لا يزاد فيه ولا يُنقص.

❖ الْعَالَمِينَ: اسم؛ عالَم (واحد) کی جمع۔

- معنی: "تمام جہانوں کا رب"

## آیات 7-17: بدکاروں کا انجام

### 7. كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ

❖ كِتَابَ: اسم؛ واحد۔ معنی: "ریکارڈ" (نامہ اعمال)

❖ الْفُجَّارِ: اسم؛ فاجر کی جمع۔

- اصل: ف-ج-ر (باب نصر ینصر)
- معنی: "بدکار"

❖ سِجِّينٍ: اسم

- معنی: "سب سے نچلی گہرائیوں میں ریکارڈ"

### 8. وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ

❖ أَدْرَاكَ: فعل (ماضی)؛ واحد مذکر حاضر۔ أدری یدری

- اصل: د-ر-ي (باب ضرب یضرب)
- صیغہ: مزید فیہ (باب افعال)
- معنی: "تمہیں کیا معلوم؟"

### 9. كِتَابٌ مَّرْقُومٌ

❖ كِتَابٌ: اسم؛ واحد۔ معنی: "لکھا ہوا ریکارڈ"

❖ مَّرْقُومٌ: صفت؛ واحد

- اصل: ر-ق-م (باب نصر ینصر)

- معنی: "لکھاہوا" یا "تحریر شدہ"

## آیت10: لِّلْمُكَذِّبِينَ

❖ "جھٹلانے والوں کے لیے۔"

## آیت11: يَوْمِ الدِّينِ

❖ "جزاوسزا کے دن۔"

## آیت12: وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ[7] أَثِيمٍ

---

[7] مُعْتَدٍ

جمع: ـون، ـات. [ع د و]. (فاعل مِن اِعْتَدَى). :-هُوَ الْمُعْتَدِي عَلَيْهِ :- : الْمُهَاجِمُ، الظَّالِمُ. :-جُيُوشٌ مُعْتَدِيَةٌ.

المعجم: الغني

مُعْـتدٍ

فاجر مُتجاوز عن نَــهْج الحقّ

سورة :المطففين، آية رقم :١٢

المعجم: قرآن - انظر التحليل و التفسير المفصل

اعتدى

اعتدى على يعتدي ، اعْتَدِ ، اعتداءً ، فهو مُعتَدٍ ، والمفعول مُعتدًى عليه :-

• اعتدى على جاره عدا عليه؛ ظلمه وجار عليه، افترى عليه وجاوز الحدَّ :-اعتدى على حياة فلانٍ، - ﴿إِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ :

أَسَاطِيرِ الأَوَّلِينَ﴿١٣ المطففين﴾ ما سطره الأولون من الأباطيل

أساطير﴿٢٥ الأنعام﴾ الأساطير: وهي التُّرَّهات. و قيل: الذي سَطَّره الأولون. أو كل شيء كتبوه كذباً و مَيناً.

سطر السطر والسطر: الصف من الكتابة، ومن الشجر المغروس، ومن القوم الوقوف، وسطر فلان كذا: كتب سطرا سطرا، قال تعالى: ﴿ن والقلم وما يسطرون﴾ [القلم/١]، وقال تعالى: ﴿والطور ✿✿✿ وكتاب مسطور﴾ [الطور/١ - ٢]، وقال: ﴿كان ذلك في الكتاب مسطورا﴾ [الإسراء/٥٨]، أي: مثبتا محفوظا، وجمع السطر أسطر، وسطور، وأسطار،

تفسير الجلالين

﴿كلا﴾ ردع وزجر لقولهم ذلك

❖ "ہر سرکش گنہگار۔"

## آیت13: أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ[8]

❖ "':'اگلوں کے افسانے ہیں۔''"

## آیت14:ران[9] رَانَ[10]

---

﴿بل ران﴾ غلب

﴿على قلوبهم﴾ فغشيها

﴿ما كانوا يكسبون﴾ من المعاصي فهو كالصدأ.

تفسير الميسر

❖ عذاب شديد يومئذ للمكذبين، الذين يكذبون بوقوع يوم الجزاء، وما يكذِّب به إلا كل ظالم كثير الإثم، إذا تتلى عليه آيات القرآن قال: هذه أباطيل الأولين. ليس الأمر كما زعموا، بل هو كلام الله ووحيه إلى نبيه، وإنما حجب قلوبهم عن التصديق به ما غشاها من كثرة ما يرتكبون من الذنوب. ليس الأمر كما زعم الكفار، بل إنهم يوم القيامة عن رؤية ربهم- جل وعلا- لمحجوبون، ﴿وفي هذه الآية دلالة على رؤية المؤمنين ربَّهم في الجنة﴾ ثم إنهم لداخلو النار يقاسون حرها، ثم يقال لهم: هذا الجزاء الذي كنتم به تكذبون.

8

تفسير الجلالين

❖ ﴿إذا تتلى عليه آياتنا﴾ القرآن

❖ ﴿قال أساطير الأولين﴾ الحكايات التي سطرت قديما جمع أسطورة بالضم أو إسطارة بالكسر.

❖ 9

- رانَ / رانَ على يَرين ، رِنْ ، رَيْنًا ، فهو رائن ، والمفعول :-مَرين عليه- رانَ الثَّوبُ تدنَّس

- 10
- الرَّانُ

الرَّانُ : الغِطاءُ والحِجابُ الكثيفُ.

و الرَّانُ الصدأُ يعلُو الشيءَ الجَلِيّ كالسيف والمرآة ونحوهما.

و الرَّانُ الدَّنَسُ.

❖ "ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

### آیت 15: لَّمَحْجُوبُونَ

❖ "پردے میں رکھے جائیں گے۔"

### لَصَالُو الْجَحِيمِ

❖ "وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔"

---

و الرَّانُ ما غَطّى على القلْب وركِبَه من القسوة للذَّنب بعد الذنب .

المعجم: المعجم الوسيط

ران عليه الشّيء

غَلَبه وغطَّاه :-ران عليه الحُزْنُ/ الهوى- ﴿كَلاَّ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

المعجم: عربي عامة

رانَ

رانَ / رانَ على يَرين ، رِنْ ، رَيْنًا ، فهو رائن ، والمفعول :-

مَرين عليه • رانَ الثَّوبُ تدنَّس

• رانت النَّفسُ: خَبُثت .

• ران عليه الشَّيءُ: غَلَبه وغطَّاه :-ران عليه الحُزْنُ/ الهوى، - ﴿كَلاَّ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾: غلبها وغطَّى عليها ما كانوا يقترفونه من الذنوب:-? ران النُّعاس في العين: خامرها، - رانت اللَّيلة: اشتدّ هولُها أو غَمُّها .

المعجم: اللغة العربية المعاصر

﴿على الأرائك﴾ السرر في الحجال

﴿ينظرون﴾ ما أعطوا من النعيم .

تفسير الميسر

❖ إن أهل الصدق والطاعة لفي الجنة يتنعمون، على الأسرَّة ينظرون إلى ربهم، وإلى ما أعدَّ لهم من خيرات، ترى في وجوههم بهجة النعيم، يُسْقون من خمر صافية محكم إناؤها، آخره رائحة مسك، وفي ذلك النعيم المقيم فليتسابق المتسابقون . وهذا الشراب مزاجه وخلطه من عين في الجنة تُعْرَف لعلوها بـ"تسنيم"، عين أعدت؛ ليشرب منها المقربون، ويتلذذوا بها .

## آیات 18-28: نیکوکاروں کا انعام

### 18.كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ

❖ الأَبْرَارِ: اسم؛ بَرّ کی جمع۔
- معنی: "نیکوکار"

❖ عِلِّيِّينَ: اسم؛ جمع۔
- اصل: ع-ل-و
- معنی: "سب سے بلند مقامات"

### 22.عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ

❖ الْأَرَائِكِ: اسم؛ أريكة کی جمع۔
- معنی: "تخت"

❖ يَنْظُرُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔
- اصل: ن-ظ-ر
- معنی: "وہ دیکھ رہے ہیں"

## آیات 29-36: مومنوں کا مذاق اور کرداروں کا الٹ جانا

### 29.إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ

❖ إِنَّ: حرف؛ معنی: "بیشک"

❖ الَّذِينَ: موصول؛ جمع۔ معنی: "وہ لوگ جو"

❖ أَجْرَمُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ج-ر-م
- صیغہ: مزید فیہ (باب افعال)
- معنی: "انھوں نے جرم کیے"

❖ كَانُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ک-و-ن (باب نصر ینصر)
- معنی: "وہ تھے"

❖ يَضْحَكُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ض-ح-ک (باب سمع یسمع)
- معنی: "وہ ہنستے تھے"

**30.وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ**

❖ مَرُّوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: م-ر-ر (باب نصر ینصر)
- معنی: "وہ گزرتے تھے"

❖ يَتَغَامَزُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: غ-م-ز
- صیغہ: مزید فیہ (باب تفاعل)
- معنی: "وہ آنکھوں سے اشارے کرتے (مذاق کرتے) تھے"

**31.وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ**

❖ انْقَلَبُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ق-ل-ب (باب ضرب یضرب)
- صیغہ: مزید فیہ (باب انفعل)

- معنی: "وہ پلٹتے تھے"

❖ فَكِهِينَ: صفت؛ فَكِه کی جمع۔

- اصل: ف-ک-ہ
- معنی: "خوش وخرم" یا "خود پر مطمئن"

## 32.وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ

❖ رَأَوْهُمْ: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ر-أ-ي
- معنی: "انہوں نے انہیں دیکھا"

❖ قَالُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ق-و-ل
- معنی: "انہوں نے کہا"

❖ ضَالُّونَ: اسم؛ ضَالّ کی جمع۔

- اصل: ض-ل-ل
- معنی: "گمراہ"

## 33.وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ

❖ أُرْسِلُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب (مجہول)

- اصل: ر-س-ل
- صیغہ: مزید فیہ (باب افعال)
- معنی: "انہیں نہیں بھیجا گیا تھا"

❖ حَافِظِينَ: اسم؛ حَافِظ کی جمع۔

- اصل: ح-ف-ظ (باب سمع یسمع)

- معنی: "نگران"

## 34. فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ

❖ فَالْيَوْمَ: اسم؛ واحد۔ معنی: "پس آج"

❖ الَّذِينَ آمَنُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: اَ-م-ن
- معنی: "وہ لوگ جو ایمان لائے"

❖ يَضْحَكُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ض-ح-ک (باب سمع یسمع)
- معنی: "وہ ہنس رہے ہیں"

## 35. عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ

❖ الْأَرَائِكِ: اسم؛ أَرِيكَة (واحد) کی جمع۔

- معنی: "تخت"

❖ يَنْظُرُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ن-ظ-ر
- معنی: "وہ دیکھ رہے ہیں"

## 36. هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

❖ ثُوِّبَ: فعل (ماضی)؛ واحد مذکر غائب (مجہول)

- اصل: ث-و-ب (باب نصر ینصر)
- صیغہ: مزید فیہ (باب تفعیل)
- معنی: "کیا انہیں بدلہ دیا گیا؟"

❖ الْكُفَّارُ: اسم؛ كَافِر (واحد) کی جمع۔

- اصل: ک-ف-ر
- معنی: "کافر"

❖ كَانُوا يَفْعَلُونَ:

- كَانُوا: فعل (ماضی)؛ جمع مذکر غائب۔
- اصل: ک-و-ن
- معنی: "وہ تھے"

❖ يَفْعَلُونَ: فعل (مضارع)؛ جمع مذکر غائب۔

- اصل: ف-ع-ل
- معنی: "وہ کرتے تھے"

# چوتھا حصہ

(سورۃ المطففین کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

## چوتھا حصہ (سورۃ المطففین کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

قرآن کی ان آیات کا مجموعہ جو کسی خاص موضوع یا عنوان سے متعلق ہیں۔ اس حصے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم کس طرح قرآن کی دیگر متعلقہ آیات کے ذریعے بہتر سمجھ سکتے ہیں اس موضوع کو۔

یہ طریقہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب ہم کسی موضوع یا عنوان پر غور کرتے ہیں تو قرآن کی مختلف آیات کو جمع کر کے، ان کے درمیان تعلق کو سمجھ کر، ہم اس موضوع کی گہرائی میں جاسکتے ہیں اور اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی موضوع پر قرآن کی مختلف آیات کو جمع کرنا، اس موضوع کی مکمل اور جامع تفہیم میں مدد دیتا ہے۔

### آیت 1: وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

1. سورۃ الاعراف (7:85):

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

(اور ناپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔)

2. سورۃ ہود (11:85):

وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

(اور اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔)

3. سورۃ الاسراء (17:35):

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

(اور جب تم ناپو تو پورا ناپو اور سیدھے ترازو سے تولو۔ یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔)

## آیت 2: الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

1. سورۃ الاعراف (7:31):

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

(اور جب تم ناپو تو پورا ناپو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔)

2. سورۃ النحل (16:90):

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

(بے شک اللہ انصاف، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔)

## آیت 3: وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

1. سورۃ الرحمن (55:9):

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

(اور وزن کو انصاف سے قائم کرو اور ترازو میں کمی نہ کرو۔)

2. سورۃ الانعام (6:152):

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

(اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول کو پورا کرو، ہم کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔)

3. سورۃ ہود (11:84):

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

(اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔)

## آیت 5: لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

1. سورۃ المرسلات (77:13-14):

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ

(پس جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔)

2. سورۃ الحج (22:1):

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

(اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔)

3. سورۃ الزلزالہ (99:6):

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا

(اس دن لوگ مختلف گروہوں کی صورت میں نکلیں گے۔)

## آیت 6: يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

1. سورۃ الزلزالہ (99:8):

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ

(پس جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔)

2. سورۃ القیامہ (75:12):

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ

(اس دن تیرے رب ہی کی طرف ٹھکانہ ہو گا۔)

## آیت 7: كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ

## آیت 8: وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ

1. سورۃ الحاقہ (69:25-26):

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ

(اور جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: اے کاش! مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا جاتا۔)

2. سورۃ القلم (68:42):

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

(جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور انہیں سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔)

## آیت 9: كِتَابٌ مَرْقُومٌ

1. سورۃ الاسراء (17:13):

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا

(اور ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کے گلے میں لٹکا دیے ہیں، اور ہم قیامت کے دن اس کے لیے ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔)

2. سورۃ الکہف (18:49):

هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

(اور کہا جائے گا: یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے خلاف سچ بیان کرتی ہے۔)

## آیت 13: إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

1. سورۃ الانعام (6:25):

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ

(اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو تمہاری بات سنتے ہیں، اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں۔)

2. سورۃ القلم (68:15):

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

(جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے: یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔)

## آیت 14: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

1. سورۃ البقرہ (2:7):

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

(اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔)

2. سورۃ النساء (4:155):

بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

(بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر ان کے کفر کی وجہ سے مہر لگادی ہے۔)

## آیت 16: ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ

1. سورۃ الغاشیہ (88:4):

تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً

(وہ تپتی ہوئی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔)

2. سورۃ الہمزہ (104:6-7):

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ٱلَّتِى تَطَّلِعُ عَلَى ٱلْأَفْـِٔدَةِ

(اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو دلوں تک پہنچے گی۔)

## آیت 17: ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ

1. سورۃ المرسلات (77:29):

ٱنطَلِقُوٓاْ إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ

(چلو اس چیز کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔)

2. سورۃ السجدہ (32:20):

ذُوقُواْ عَذَابَ ٱلنَّارِ ٱلَّذِى كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ

(چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔)

## آیت 18: كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ

1. سورۃ الحاقہ (69:19):

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ

(پس جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔)

2. سورۃ الانشقاق (84:7):

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ

(پس جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔)

## آیت 20: كِتَابٌ مَّرْقُومٌ

1. سورۃ الاسراء (17:13):

وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِى عُنُقِهِۦ

(اور ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کے گلے میں لٹکا دیے ہیں۔)

2. سورۃ الکہف (18:49):

وَوُضِعَ ٱلْكِتَٰبُ فَتَرَى ٱلْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ

(اور نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا، تو تم مجرموں کو اس سے ڈرتے ہوئے دیکھو گے۔)

## آیت 22: إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ

1. سورۃ الانسان (76:13):

مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا

(وہ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔)

2. سورۃ الزمر (39:20):

لَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ

(لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بالاخانے بنے ہوئے

ہیں۔)

## آیت 23: عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ

1. سورۃ الواقعہ (56:15-16):

عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوضُونَةٍ مُّتَّكِـِٔينَ عَلَيها مُتَقَـٰبِلِينَ

(سجی ہوئی مسندوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔)

2. سورۃ الغاشیہ (88:13-14):

فِيهَا سُرُرٌ مَّرفُوعَةٌ وَأَكوَابٌ مَّوضُوعَةٌ

(اس میں بلند تخت ہوں گے اور رکھے ہوئے پیالے۔)

## آیت 24: تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ

1. سورۃ القیامہ (75:22-23):

وُجُوهٌ يَومَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

(اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔)

2. سورۃ الانسان (76:11):

فَوَقَىٰهُمُ ٱللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ ٱليَومِ وَلَقَّىٰهُم نَضرَةً وَسُرُورًا

(پس اللہ نے انہیں اس دن کی برائی سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا کی۔)

## آیت 25: يُسْقَوْنَ مِن رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ

1. سورۃ الانسان (76:5):

يُشرَبُونَ مِن كَأسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا

(انہیں ایک پیالہ پلایا جائے گا جس کی آمیزش کافور سے ہو گی۔)

2. سورۃ الصافات (37:46-47):

يُطَافُ عَلَيهِم بِكَأسٍ مِّن مَّعِينٍ بَيضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشَّـٰرِبِينَ

(ان کے گرد ایک پیالہ گھمایا جائے گا جو ایک جاری چشمے سے ہو گا، سفید، پینے والوں کے لیے لذیذ۔)

### آیت26: خِتَٰمُهُۥ مِسۡكٞۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلۡيَتَنَافَسِ ٱلۡمُتَنَٰفِسُونَ

1. سورۃ الانسان (76:6):

عَيۡنٗا يَشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفۡجِيرٗا

(ایک چشمہ جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اسے خوب بہادیں گے۔)

2. سورۃ الصافات (37:61):

لِمِثۡلِ هَٰذَا فَلۡيَعۡمَلِ ٱلۡعَٰمِلُونَ

(ایسی ہی چیز کے لیے عمل کرنے والے عمل کریں۔)

### آیت27: وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسۡنِيمٍ

1. سورۃ الانسان (76:17-18):

وَيُسۡقَوۡنَ فِيهَا كَأۡسٗا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا عَيۡنٗا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلۡسَبِيلٗا

(اور انہیں وہاں ایک پیالہ پلایا جائے گا جس کی آمیزش ادرک سے ہو گی، ایک چشمہ ہے اس میں جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔)

2. سورۃ الواقعہ (56:19):

لَّا يُصَدَّعُونَ عَنۡهَا وَلَا يُنزِفُونَ

(نہ انہیں اس سے سر درد ہو گا اور نہ وہ مدہوش ہوں گے۔)

### آیت28: عَيۡنٗا يَشۡرَبُ بِهَا ٱلۡمُقَرَّبُونَ

1. سورۃ الواقعہ (56:11-12):

وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلسَّٰبِقُونَ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡمُقَرَّبُونَ

(اور سبقت لے جانے والے ہی سبقت لے جانے والے ہیں، یہی اللہ کے مقرب ہیں۔)

2. سورۃ الانسان (76:5-6):

إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ يَشۡرَبُونَ مِن كَأۡسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا عَيۡنًا يَشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفۡجِيرًا

(یقیناً نیک لوگ ایک پیالہ پئیں گے جس کی آمیزش کافور سے ہوگی، ایک چشمہ جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اسے خوب بہادیں گے۔)

## آیت 30: وَإِذَا مَرُّواْ بِهِمۡ يَتَغَامَزُونَ

1. سورۃ المؤمنون (23:110):

فَٱتَّخَذۡتُمُوهُمۡ سِخۡرِيًّا حَتَّىٰٓ أَنسَوۡكُمۡ ذِكۡرِي

(پس تم نے انہیں مذاق بنالیا یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلادی۔)

2. سورۃ الزخرف (43:47):

فَلَمَّا جَآءَهُم بِـَٔايَٰتِنَآ إِذَا هُم مِّنۡهَا يَضۡحَكُونَ

(جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آیا تو فوراً وہ ان پر ہنسنے لگے۔)

## آیت 31: وَإِذَا ٱنقَلَبُوٓاْ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِمُ ٱنقَلَبُواْ فَكِهِينَ

1. سورۃ القیامہ (75:33):

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦ يَتَمَطَّىٰٓ

(پھر وہ اپنے اہل کی طرف اکڑتا ہوا گیا۔)

2. سورۃ الانشقاق (84:13):

إِنَّهُۥ كَانَ فِيٓ أَهۡلِهِۦ مَسۡرُورًا

(یقیناً وہ اپنے اہل میں خوش تھا۔)

## آیت 32: وَإِذَا رَأَوۡهُمۡ قَالُوٓاْ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّونَ

1. سورۃ البقرہ (2:13):

وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ ءَامِنُواْ كَمَآ ءَامَنَ ٱلنَّاسُ قَالُوٓاْ أَنُؤۡمِنُ كَمَآ ءَامَنَ ٱلسُّفَهَآءُ

(اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں: کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان لائے؟)

2. سورۃ الانعام (6:122):

وَجَعَلۡنَا لَهُۥ نُورٗا يَمۡشِي بِهِۦ فِي ٱلنَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُۥ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ

(اور ہم نے اس کے لیے ایک نور بنایا کہ وہ اس کے ساتھ لوگوں میں چلتا ہے، کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھیروں میں ہے؟)

## آیت 35: عَلَى ٱلۡأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ

1. سورۃ الانسان (76:13-14):

مُتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلۡأَرَآئِكِ لَا يَرَوۡنَ فِيهَا شَمۡسٗا وَلَا زَمۡهَرِيرٗا

(وہ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔)

2. سورۃ الواقعہ (56:15-16):

عَلَىٰ سُرُرٖ مَّوۡضُونَةٖ مُّتَّكِـِٔينَ عَلَيۡهَا مُتَقَٰبِلِينَ

(سجی ہوئی مسندوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔)

## آیت 36: هَلۡ ثُوِّبَ ٱلۡكُفَّارُ مَا كَانُواْ يَفۡعَلُونَ

1. سورۃ الغاشیہ (88:25-26):

إِلَيۡنَآ إِيَابَهُمۡ ثُمَّ إِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُم

(ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر یقیناً ہم ہی کو ان کا حساب لینا ہے۔)

# پانچواں حصہ

## (تفسیر بالقرآن)

## پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

وَيلٌ لِّلمُطَفِّفِينَ

پھر یہ کمی صرف غلہ وغیرہ میں ہی نہیں، بلکہ معنوی کمی بھی ہے:

الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

وہ دوسروں سے اپنا پورا حق وصول کرتا ہے لیکن دوسروں کو ان کا حق نہیں دیتا۔

## اللہ تعالیٰ نے ناپ تول پوری کرنے کا حکم دیا ہے

وَقَالَ تَعَالَى:

وَأَوفُواْ ٱلكَيلَ إِذَا كِلتُم وَزِنُواْ بِٱلقِسطَاسِ ٱلمُستَقِيمِ ذَٲلِكَ خَيرٌ وَأَحسَنُ تَأوِيلاً[سورۃ الاِسراء:35]

وَقَالَ:

وَأَوفُواْ ٱلكَيلَ وَٱلمِيزَانَ بِٱلقِسطِ لَا نُكَلِّفُ نَفسًا إِلَّا وُسعَهَا[سورۃ الأنعام:152]

وَقَالَ:

وَأَقِيمُواْ ٱلوَزنَ بِٱلقِسطِ وَلَا تُخسِرُواْ ٱلمِيزَانَ[سورۃ الرحمن:9]

اللہ تعالیٰ نے قومِ شعیب کو ہلاک کیا اور انہیں تباہ کر دیا، کیونکہ وہ لوگوں کے ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ ایک ایسی قوم جو سزا کی مستحق ہوئی، اور ان کے نمایاں جرائم میں ناپ تول میں کمی کرنا شامل تھا۔

آیتِ کریمہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

وَمِزَاجُهُ مِن تَسنِيمٍ (الآیۃ 27)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ جنت میں نیکوکاروں کے مشروب کو بیان کرتے ہیں کہ وہ "تسنیم" نامی چشمے کے پانی سے مخلوط ہو گا۔

"مِزَاجُهُ مِن تَسنِيمٍ" کا مفہوم:

❖ مِزَاجُهُ: مشروب میں وہ چیز جو اس کے ذائقہ کو بہتر بنائے۔

❖ تَسنِيمٍ: جنت کا ایک چشمہ، جو سب سے اعلیٰ اور بہترین چشموں میں سے ہے۔

اس طرح، نیکوکاروں کا مشروب تسنیم کے پانی سے ملا ہوا ہو گا تاکہ اس کی لذت اور عمدگی بڑھ جائے۔

## اہلِ جنت کے درجات کا فرق

آیات جنت میں اس مشروب کے استعمال کے لحاظ سے اہلِ جنت کے مراتب کے فرق کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

❖ ٱلمُقَرَّبُونَ (مقربین): وہ براہِ راست تسنیم کے چشمے سے پئیں گے، بغیر کسی آمیزش کے۔

❖ ٱلأَبرَارُ (نیکوکار): انہیں مشروب تسنیم کے پانی سے مخلوط حالت میں پیش کیا جائے گا۔

یہ تفاوت دنیا میں ان کے اعمال اور تقویٰ کے مطابق جنت میں نعمتوں کے درجات کو ظاہر کرتا ہے۔

# چھٹا حصہ

(احادیث کا مجموعہ)

## وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں

## آیت 1: وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

### حدیث 1: دھوکہ دہی سے منع

عربی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي".

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"[11]

### حدیث 2: تجارت میں دیانت داری

عربی: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا".

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: "خریدار اور فروخت کرنے والے کو (معاملہ مکمل ہونے تک) اختیار ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور (عیب) ظاہر کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی، اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔"[12]

## آیت 4-5: أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

### حدیث 1: قیامت کے دن حشر

عربی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا".

---

11 صحیح مسلم، حدیث 102

12 صحیح البخاری، حدیث 2079؛ صحیح مسلم، حدیث 1532.

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں جمع کیے جائیں گے۔"[13]

## حدیث 2: قیامت کے دن کی کیفیت

عربی: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا". قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَلِكَ".

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں جمع کیے جائیں گے۔" میں نے کہا: "یا رسول اللہ! مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہو گا کہ وہ اس کی پرواہ کریں۔"[14]

## آیت 14: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

## حدیث 1: گناہ کا دل پر اثر

عربی: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ، سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ".

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ باز آجائے، استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ دوبارہ کرے تو اس میں اضافہ

---

13 صحیح البخاری، حدیث 6527؛ صحیح مسلم، حدیث 2859.

14 صحیح البخاری، حدیث 6526؛ صحیح مسلم، حدیث 2859.

ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے۔ یہی وہ 'زنگ' ہے جس کا اللہ نے ذکر کیا: 'ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔'"[15]

إنَّ العبدَ إذا أخطأَ خطيئةً نُكِتت في قلبِهِ نُكْتةٌ سوداءُ، فإذا هوَ نزعَ واستَغفرَ وتابَ سُقِلَ قلبُهُ، وإن عادَ زيدَ فيها حتَّى تعلوَ قلبَهُ، وَهوَ الرَّانُ الَّذي ذَكَرَ اللَّهُ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[16]

## تفصیلی تشریح:

گناہوں کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے، اور معاصی (گناہ) دل میں سیاہ نقطے چھوڑتے رہتے ہیں یہاں تک کہ گناہوں اور معصیت کی کثرت کی وجہ سے دل سیاہی خالص (کالا) ہو جاتا ہے، اور اس پر زنگ چڑھ جاتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں وضاحت فرمائی ہے: "بے شک جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے"، یعنی جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے یا خطا کا ارتکاب کرتا ہے یا معصیت کا کام کرتا ہے؛ تو وہ گناہ معصیت کے اثر سے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ چھوڑ دیتا ہے۔ "پھر اگر وہ باز آجائے اور استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے"، یعنی اگر بندہ معصیت سے باز آجائے اور گناہ چھوڑ دے اور اپنے رب سے اس کے صادر ہونے والے کام پر استغفار کرے؛ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو جلا دیتا ہے، صاف کر دیتا ہے اور معصیت کی وجہ سے لگنے والے اس سیاہ نقطے سے پاک کر دیتا ہے۔ "اور اگر وہ دوبارہ (گناہ کرے) تو اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے"، یعنی اگر بندہ دوسرا گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک اور سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اور بندہ برابر اللہ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے اور گناہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ گناہوں اور معصیت کی کثرت کے اثر سے اس کا دل پورا کالا ہو جاتا ہے۔ "اور یہی وہ 'ران' ہے جس کا اللہ نے ذکر

---

[15] سنن ابن ماجہ، حدیث 4244؛ جامع الترمذی، حدیث 3334.

[16] الراوي : أبو هريرة | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم: 3334 | خلاصة حكم المحدث : حسن

کیا"، یعنی یہی وہ زنگ اور پردہ ہے جو دل پر چڑھ جاتا ہے، اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾[المطففین:14]، یعنی ان کے گناہوں اور معصیت کی کثرت کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردہ اور زنگ جمع ہو گیا۔

## حدیث سے مستنبط نکات

- گناہوں اور معصیت کے دلوں پر اثرات ہیں، اور یہ کہ گناہوں اور معصیت کی کثرت دل کو سیاہی خالص (کالا) میں تبدیل کر دیتی ہے۔
- توبہ دل کو پاک کرتی ہے اور گناہوں اور معصیت کے اثرات سے اسے جلا دیتی ہے۔

## آیت26: خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ

## حدیث 1: جنت کے انعامات

عربی: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ".

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں وہ چیزیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے۔"[17]

## آیت28: عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ

## حدیث 1: نیکوکاروں کا مقام

عربی: مَن آمَنَ باللَّهِ وبِرَسولِهِ، وأَقامَ الصَّلاةَ، وصامَ رَمَضانَ؛ كانَ حَقًّا علَى اللَّهِ أنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جاهَدَ في سَبيلِ اللَّهِ أوْ جَلَسَ في أرْضِهِ الَّتي وُلِدَ فيها، فقالوا: يا رَسولَ اللَّهِ، أفَلا

17 صحیح البخاری، حدیث 3244؛ صحیح مسلم، حدیث 2824.

نُبَشِّرُ النَّاسَ ؟ قالَ: إنَّ في الجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ، أعَدَّها اللَّهُ لِلْمُجاهِدِينَ في سَبيلِ اللَّهِ، ما بيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كما بيْنَ السَّماءِ والأرْضِ، فإذا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ؛ فإنَّه أوْسَطُ الجَنَّةِ وأَعْلَى الجَنَّةِ -أُراهُ- فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، ومِنْهُ تَفَجَّرُ أنْهارُ الجَنَّةِ.[18]

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّ فِي ٱلْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا ٱللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، مَا بَينَ كُلِّ دَرَجَتَينِ كَمَا بَينَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرضِ".

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یقیناً جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔"[19]

Unit 18: Warning to Those Who Give Less in Measure and Weight (Ayaat 1-6)

## .1Prohibition of Cheating in Trade

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: " مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ "، قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: " أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ، فَلَيْسَ مِنِّي ".[20]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا، آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی تو آپ نے فرمایا: "غلے کے مالک! یہ کیا ہے؟

---

[18] الراوي : أبو هريرة | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم : 2790 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح] | التخريج : أخرجه البخاري (2790)

[19] صحیح البخاری، حدیث2790.

[20] صحيح مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" ترقيم فوادعبدالباقی:102

"اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: "تو تم نے اسے (بھیگے ہوئے غلے) کو اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا کیا، وہ مجھ سے نہیں۔"[21]

It is narrated on the authority of Abu Huraira that the Messenger of Allah(ﷺ) happened to pass by a heap of eatables (corn). He thrust his hand in that (heap) and his fingers were moistened. He said to the owner of that heap of eatables (corn): What is this? He replied: Messenger of Allah, these have been drenched by rainfall. He (the Holy Prophet) remarked: Why did you not place this (the drenched part of the heap) over other eatables so that the people could see it? He who deceives is not of me (is not my follower)[22]

- ❖ Narrated Abdullah ibn Umar: The Prophet ﷺ said, "He who cheats us is not one of us." (Sahih Muslim 102)

.2Justice in Measure and Trade

.3Curse on Those Who Cheat

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ:" لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ" وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ" ، فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ" .[23]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے

---

21 صحیح مسلم، ایمان کے احکام ومسائل، باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے"، ترقیم فواد عبدالباقی: 102

22 Sahih Muslim, The Book of Faith, Chapter: The Saying of the prophet (saws): "Whoever deceives us is not one of us." , Hadith 102

23 سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، بَابُ : التَّوَقِّي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ: حديث نمبر: 2223، تفرد به ابن ماجه، (تحفة الأشراف: 6275، ومصباح الزجاجة: 780) ، قال الشيخ الألباني: حسن

ناپ تول میں سب سے برے تھے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: "وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ"، "خرابی ہے کم تولنے والوں کے لیے" الخ اتاری اس کے بعد وہ ٹھیک ناپنے لگے۔[24]

It was narrated that Ibn 'Abbas said: When the Prophet (ﷺ) came to Al-Madinah, they were the worst people in weights and measures. Then Allah, Glorious is He revealed: "Woe to the Mutaffifun (those who give less in measure and weight)", [1] and they were fair in weights and measures after that[25].

| |
|---|
| Unit 19: The Sinners and Their Punishment in Sijjin and the Righteous in Illiyyeen (Ayaat 7-17) |
| .1 Scrolls of the Good and Bad People |
| .2 Punishment for the Disobedient |

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:" إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَرَجُلٌ تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ"[26]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "قیامت کے دن عذاب کے اعتبار سے سب سے کم وہ شخص ہو گا جس کے دونوں قدموں کے

---

24 سنن ابن ماجہ، کتاب: تجارت کے احکام و مسائل، باب: ناپ تول میں احتیاط برتنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 2223، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 6275، مصباح الزجاجۃ: 780)، شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔

25 Sunan Ibn Majah, The Chapters on Business Transactions, Chapter: Being Cautious With Regard To Weights And Measures, Hadith 2223

26 صحيح البخاري، كِتَاب الرِّقَاقِ، بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ: 6561، صحيح مسلم: 213

نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا۔[27]

Narrated An-Numan bin Bashir: I heard the Prophet saying, "The person who will have the least punishment from amongst the Hell Fire people on the Day of Resurrection, will be a man under whose arch of the feet a smoldering ember will be placed so that his brain will boil because of it".

- ❖ Narrated Abu Sa'id al-Khudri: The Prophet ﷺ said, "The lowest punishment in Hellfire will make the brain of the sinner boil." (Sahih Muslim 2844)

## .3Accountability and the Scrolls of Deeds

Narrated Abdullah ibn Mas'ud:

Unit 21: Mockery by Disbelievers and Reversal of Fortune in the Hereafter (Ayaat 29-36)

## .1Mockery of Believers by Disbelievers

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ ".[28]

---

[27] صحیح البخاري، کتاب: دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بیان میں، باب: جنت و جہنم کا بیان۔ حدیث نمبر: 6561، صحیح مسلم: 213

Sahih Al Bukhari, The Book of Ar-Riqaq (Softening of The Hearts), Chapter. The description of Paradise and the Fire, Hadith No: 6561, Sahih Muslim:213

[28] سنن ترمذي،كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ: 1977، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ ، تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: 9434) ، قال الشيخ الألباني: صحيح، الصحيحة(320)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔"[29]

Abdullah bin masud narrated that the Messenger of Allah said:The believer does not insult the honor of others, nor curse, nor commit Fahishah, nor is he foul".

- ❖ Narrated Abdullah ibn Mas'ud: The Prophet ﷺ said, "A believer is not one who insults, curses, or mocks others." (Sunan al-Tirmidhi 1977, Hasan)

---

29 سنن ترمذي، کتاب: نیکی اور صلہ رحمی، باب: لعنت کا بیان۔ حدیث نمبر: 1977، 1۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، 2۔ یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری سند سے بھی آئی ہے۔ اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف امام ترمذی نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 9434)، شیخ البانی نے "الصحیحۃ" (320) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

Home, Jami` at-Tirmidhi, Chapters on Righteousness And Maintaining Good Relations With Relatives, Chapter: What Has Been Related About The Curse, Hadith 1977

# ساتواں حصہ

## (تفسیر بالحدیث)

## (ساتواں حصہ) تفسیر بالحدیث: (Tafseer Bil Hadees) وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں

سورة المطففين

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ (١) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (٣) قوله تعالى (وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ (١) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلاً فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ .[30]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں سب سے برے تھے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: «ویل للمطففين» ”خرابی ہے کم تولنے والوں کے لیے الخ“ اتاری اس کے بعد وہ ٹھیک ناپنے لگے۔

It was narrated that Ibn 'Abbas said:

"When the Prophet(ﷺ)came to Al-Madinah, they were the worst people in weights and measures. Then Allah, Glorious is He revealed: "Woe to the Mutaffifun (those who give less in measure and weight)", [1] and they were fair in weights and measures after that.

حديث: أقبل علينا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فقال يا معشرَ المهاجرين خمسُ خِصالٍ إذا ابتليتم بهنَّ وأعوذُ باللهِ أن تدركوهنَّ لم تظهرِ الفاحشةُ في قومٍ قطُّ حتَّى

---

[30] (السنن ابن ماجة:2308). (السنن – التجارات، ب التوقي في الكيل والوزن – ح٢٢٢٣ قال البوصيري: هذا إسناد حسن، (مصباح الزجاجة ٢/١٨١)، وقال الألباني: حسن (صحيح ابن ماجة ٢/١٩)، وأخرجه ابن حبان في صحيحه (الإحسان ٧/٢٠٨ ح٤٨٩٨)، والحاكم في (المستدرك ٢/٣٣) في طرق عن يزيد النحوي به، قال الحاكم: حديث صحيح ولم يخرجاه ووافقه الذهبي. وصحح إسناده الحافظ ابن حجر (فتح الباري ٨/٦٩٥-٦٩٦)، وكذا (الحافظ السيوطي، ب النقول ص٢٢٨).

يُعلِنوا بها إلَّا فشا فيهم الطَّاعون والأوجاعُ الَّتي لم تكُنْ مضت في أسلافِهم الَّذين مضَوْا ولم ينقُصوا المكيالَ والميزانَ إلَّا أُخِذوا بالسِّنين وشدَّةِ المؤنةِ وجوْرِ السُّلطانِ عليهم ولم يمنَعوا زكاةَ أموالِهم إلَّا مُنِعوا القطْرَ من السَّماءِ ولولا البهائمُ لم يُمطَروا ولم يَنقُضوا عهدَ اللهِ وعهدَ رسولِه إلَّا سلَّط اللهُ عليهم عدوًّا من غيرِهم فأخذوا بعضَ ما في أيديهم وما لم تحكُمْ أئمَّتُهم بكتابِ اللهِ تعالَى ويتخيَّروا فيما أنزل اللهُ إلَّا جعل اللهُ بأسَهم بينهم- (صحيح الترغيب والترهيب:١٧٦١)-[31]

ترجمہ: اے جماعت مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو۔ اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط مصائب اور بادشاہوں (حکرانوں) کے ظلم وستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرمادیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں پھر وہ انکے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلمان حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کر لیتے ہیں (اور باقی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرمادیتے ہیں۔

أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (٤) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (٥) يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (٦) كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ (٧) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ (٨) كِتَابٌ مَرْقُومٌ (٩)

قوله تعالى (أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (٤) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (٥) يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ـ رضى الله عنهما ـ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " ﴿يَوْمَ

---

[31] (صحيح الترغيب والترهيب:1761)

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ " .[32]

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس دن آدمی اپنے پسینے میں ڈوبا ہو گا جو اسکے کانوں تک ہو گا۔

Narrated `Abdullah bin `Umar:The Prophet(ﷺ)said, "On the Day when all mankind will stand before the Lord of the Worlds, some of them will be enveloped in their sweat up to the middle of their ears".

حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الأَسْوَدِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ " . قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ أَمَسَافَةَ الأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ . قَالَ " فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا " . قَالَ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ .[33]

مقداد بن اسود (رض) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں قیامت کے دن سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہو جائے گا سلیم بن عامر کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مراد ہے زمین کی مسافت کا میل مراد ہے یا سلائی جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے آپ نے فرمایا لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق تک پسینہ میں غرق ہوں گے اور ان میں سے کچھ لوگوں کے گھٹنوں تک پسینہ ہو گا اور ان میں سے کسی کی کمر تک اور ان میں سے کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہو گی راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

---

[32] (الصحيح للبخاري:4938)

[33] (الصحيح لمسلم:2864)

Miqdad b. Aswad reported :I heard Allah's Messenger (may peace he upon him) as saying: On the Day of Resurrection, the sun would draw so close to the people that there whom be left only a distance of one mile. Sulaim b. Amir said: By Allah, I do not know whether he meant by" mile" the mile of the (material) earth or dn instrument used for applying collyrium to the eye. (The Prophet is, however, reported to have said): The people would be submerged in perspiration according to their deeds, some up to their. Knees, Some up to the waist and some would have the bridle of perspiration and, while saying this, Allah's Apostle(ﷺ)pointed his hand towards his mouth.

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (١٤) كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ
(١٥) ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ (١٦) ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ (١٧) كَلَّا إِنَّ
كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ (١٨) وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ (١٩) كِتَابٌ مَرْقُومٌ (٢٠) يَشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُونَ (٢١) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (٢٢) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٢٣)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ:"إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ ، صُقِلَ قَلْبُهُ ، فَإِنْ زَادَ زَادَتْ ، فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ سورة المطففين آية ١٤". [34]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ (داغ) لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے، باز آجائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف

---

[34] (السنن ابن ماجة:4244)

کر دیا جاتا ہے، اور اگر وہ (گناہ میں) بڑھتا چلا جائے تو پھر وہ دھبہ بھی بڑھتا جاتا ہے، یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے: « کلا بل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون » "ہر گز نہیں بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو وہ کرتے ہیں" (سورۃ المطففین:14)۔

It was narrated from Abu Hurairah that the Messenger of Allah(ﷺ)said: "When the believer commits sin, a black spot appears on his heart. If he repents and gives up that sin and seeks forgiveness, his heart will be polished. But if (the sin) increases, (the black spot) increases. That is the Ran that Allah mentions in His Book: "Nay! But on their hearts is the Ran (covering of sins and evil deeds) which they used to earn[83:14]".

## الجامع الکامل سے بعض أحادیث

### سورۃ المطفّفین کی تفسیر

روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ناپ تول میں بدترین لوگ تھے۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾

(یعنی ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔)

اس کے بعد انہوں نے ناپ تول صحیح کر لی۔

یہ حدیث حسن (درجہ کی سند کے ساتھ) ہے۔ اسے ابن ماجہ (2223) نے روایت کیا، اور ابن حبان (4919) اور حاکم (2/33) نے صحیح قرار دیا۔

ان سب کی روایت ایک ہی سند سے ہے — علی بن الحسین بن واقد ← والد ← یزید النحوی ← عکرمہ ← ابن عباس۔ سند حسن ہے کیونکہ علی بن الحسین بن واقد مختلف فیہ ہیں مگر حدیث میں حسن درجے کے راوی ہیں، اور بوصیری نے بھی اسے حسن کہا۔ مدینہ میں ایک شخص تھا جس پر تطفیف (ناپ تول میں کمی) کی شہرت تھی:

اس کی کنیت ابو جُهَینہ تھی، نام عمرو،

اس کے پاس دو پیمانے (صاع) تھے — ایک سے لیتا اور دوسرے سے دیتا!

روایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا (قیام اللیل کے آغاز کے بارے میں): حضرت عاصم بن حمید کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (قیام اللیل) کس دعا سے شروع کرتے تھے؟" انہوں نے فرمایا: تم نے ایسا سوال کیا ہے، جو مجھ سے کسی نے پہلے نہیں پوچھا۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہوتے تو دس مرتبہ تکبیر، دس مرتبہ حمد، دس مرتبہ تسبیح، دس مرتبہ تہلیل (لا إله إلا الله) فرماتے، دس مرتبہ استغفار کرتے، پھر فرماتے: "اے اللہ! مجھے بخش دے، ہدایت دے، اور رزق عطا فرما"، اور قیامت کے دن کے سخت موقف سے پناہ مانگتے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابو داود (766)، نسائی (1618)، ابن ماجہ (1356) نے روایت کیا، اور ابن حبان (2602) نے صحیح قرار دیا۔ سند میں معاویہ بن صالح اور ازہر بن سعید دونوں حسن الحدیث راوی ہیں۔

## 3- باب

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (١٤)﴾

روایتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔

اگر وہ توبہ کرے، باز آجائے اور استغفار کرے تو دل صاف ہو جاتا ہے۔

اور اگر گناہ پر بڑھتا جائے تو سیاہی بڑھتی رہتی ہے ــیہی وہ "زَنگ "(رَان) ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾. "

یہ حدیث حسن ہے۔

اسے ترمذی (3334)، ابن ماجہ (4244)، احمد (7952) نے روایت کیا، اور ابن حبان (930)، حاکم (2/517) نے صحیح قرار دیا۔

سند محمد بن عجلان کی وجہ سے حسن ہے، اور ترمذی نے فرمایا: "یہ حدیث حسن صحیح ہے"، جبکہ حاکم نے کہا: "یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔"

# آٹھواں اور نواں حصہ

(تفسیر صحابہ وتابعین کے)

(تفسیر بالرائے محمود)

## 8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے

## 9- تفسیر بالرائے المحمود

**حصہ اول**- غیر تفصیلی اور مختصر تفسیر، صحابہ و تابعین کے اقوال سے (تفسیر حکمت بشیر، طبری، ابن کثیر، بغوی، ابن ابی حاتم کی طرف رجوع کیا گیا ہے) سارے اقوال صحابہ، تابعین و تبع تابعین جو یہاں مذکور ہیں وہ شیخ حکمت بشیر (جو میرے مدینہ یونیورسٹی میں استاذ رہے ہیں) کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہیں۔

### سورۃ المطففین

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ (٧) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ (٨) كِتَابٌ مَرْقُومٌ)

- ❖ مجاہد سے روایت ہے (فی سِجّین) کہا: ان کا عمل زمین کی ساتویں تہہ میں ہے، اوپر نہیں جاتا۔
- ❖ قتادہ سے روایت ہے (فی سِجّین) کہا: زمین کی ساتویں تہہ میں۔
- ❖ قتادہ سے (کتاب مرقوم) کہا: لکھا ہوا نامہ اعمال ہے۔[35]
- ❖ مجاہد سے روایت ہے (بل ران علی قلوبهم) کہا: گناہ یہاں تک کہ دل کو ڈھانپ لے۔
- ❖ ابن عباس سے: (کلاّ بل ران علی قلوبهم) کہا: مہر لگا دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ)

- ❖ مجاہد سے: (علیّین) کہا: ساتویں آسمان میں۔
- ❖ ابن عباس سے: (إن کتاب الأبرار لفي علّيين) کہا: جنت میں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (كِتَابٌ مَرْقُومٌ (٢٠) يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ (٢١) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (٢٢) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ)

- ❖ قتادہ سے: (يشهده المقربون) کہا: اللہ کے فرشتے۔

---

35 (صحیح ابن ماجہ ۲/۴۱۷) اور اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح قرار دیا، اور ذہبی نے موافقت کی (المستدرک ۱/۵)۔

❖ مجاہد سے: (علی الأرائك) کہا: موتی اور یاقوت کی بنی ہوئی۔

❖ ابن عباس سے: (یسقون من رحیق مختوم) کہا: شراب (خمر) سے۔

❖ (ختامه مسك) کہا: اس کا ذائقہ اور خوشبو۔

(اور اس کے راوی ثقہ ہیں، اور اسناد صحیح ہے)

❖ ابن عباس سے: (رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (٢٥) خِتَامُهُ مِسْكٌ) کہا: شراب ہے جس پر مشک کی مہر ہے۔

❖ قتادہ سے: (ختامه مسك) کہا: اس کا انجام مشک ہے، کچھ لوگوں کے لیے کافور کے ساتھ ملائی جائے گی اور ختم مشک پر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ)

❖ (من تسنیم) کہا: جنت کا ایک چشمہ ہے جس سے مقربین پیتے ہیں، اور اصحاب الیمین کے لیے ملائی جاتی ہے۔

(اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اسناد صحیح ہے)

❖ حافظ ابن حجر نے کہا: عبد بن حمید نے صحیح اسناد کے ساتھ سعید بن جبیر سے، ابن عباس سے روایت کیا: تسنیم جنت کے لوگوں کے مشروبات، یہ مقربین کے لیے خالص ہے، اور اصحاب الیمین کے لیے ملایا جاتا ہے۔[36]

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ)

❖ قتادہ سے: (إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ) کہا: دنیا میں، کہتے تھے: اللہ کی قسم! یہ لوگ جھوٹے ہیں اور کسی بات پر نہیں، ان کا مذاق اڑاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ)

❖ ابن عباس سے: (انقلبوا فكهين) کہا: خوش ہو کر۔

---

36 (فتح الباري ٦/٣٢١-٨/٦٩٦)

اور دیکھو سورۃ القیامہ آیت(۳۳) اللہ کا فرمان:(ثم ذهب إلى أهله يتمطى) یعنی اکڑ کر چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:(فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ)

یہ اس کا بدلہ ہے کہ کفار مومنوں پر ہنستے تھے جیسا کہ آیت نمبر(۲۹) میں گزرا۔

❖ مجاہد سے:(هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ) کہا: بدلہ دیا گیا۔

# دسواں حصہ

## (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

## دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

### حصہ دوم: تفصیلی تفسیر

تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، بغوی، تفسیر قرطبی، ابن کثیر، اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی اور اسی طرح ابن کثیر کے تفسیر کے نکات اور اختصار جو "المصباح المنیر" سے موسوم ہے اس کے ساتھ دیگر ابن کثیر کی شروحات (شرح شیخ الراجحی، شرح شیخ خالد السبت و شیخ مقبل کی تخریج و شیخ حوینی و حکمت بشیر کی تحقیقِ تفسیر ابن کثیر) سے استفادہ کرتے ہوئے اور اسی طرح تحقیقات ابن تیمیہ وابن قیم وابن الجوزی کا خیال رکھا گیا ہے، اور تفسیر اضواء البیان، فتح القدیر للشوکانی، تفسیر شیخ نواب صدیق حسن خان، تفسیر شیخ ابن عثیمین تلامیذ اور موسوعة باشراف الشیخ مساعد الطیار والدرر السنیة سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اردو قالب میں لایا گیا الحمد للہ، اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی ان شاء اللہ۔

## سورۃ المطففین (تفسیر قرطبي سے چند نکات)

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْمُطَفِّفُ مَأْخُوذٌ مِنَ الطَّفِيفِ، وَهُوَ الْقَلِيلُ، وَالْمُطَفِّفُ هُوَ الْمُقِلُّ حَقَّ صَاحِبِهِ بِنُقْصَانِهِ عَنِ الْحَقِّ، فِي كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ.

❖ اہل لغت نے کہا: مُطفف لفظ طَفِیف سے ماخوذ ہے جس کے معنی "تھوڑا" ہیں، اور مُطفف وہ ہے جو کسی کا حق کم کر کے دے، خواہ ناپ تول میں ہو یا وزن میں۔

(تفسیر قرطبی کا اقتباس ختم ہوا)

"ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا وہ یہ گمان نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ ایک عظیم دن کے لیے – جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔" [سورۃ المطففین: 1-6]

النسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "جب اللہ کے نبی

ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول میں سب سے بدترین تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: 'وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ' (ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں)۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا ناپ تول درست کر لیا۔"

یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے۔ اس روایت کی بنیاد پر یہ کہنا کہ سورۃ مکہ یا مدینہ میں نازل ہوئی، سیاق و سباق پر منحصر ہے۔ چونکہ یہ سبب نزول ہے، اور اسباب نزول کو مرفوع (نبی ﷺ تک پہنچا ہوا) سمجھا جاتا ہے، اس لیے کہا جاتا ہے: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول میں سب سے بدترین تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: 'وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ'۔ اس لیے محض تفسیر کی بنیاد پر یہ کہنا کہ یہ مکہ میں نازل ہوئی، یا کسی خاص وجہ سے مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی، غیر ضروری ہے۔ یہ حقیقتاً مدینہ میں نازل ہوئی۔ (الشیخ خالد السبت)

یہاں "تطفیف" سے مراد ناپ تول میں کمی کرنا یا دھوکہ دینا ہے—چاہے وہ لوگوں سے لیتے وقت زیادہ لینا ہو یا دیتے وقت کم دینا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے "المطففین" (ناپ تول میں کمی کرنے والے) کی صفت بیان کی، جن کے لیے اس نے خسارہ اور ہلاکت (وَيْلٌ) کا وعدہ کیا، اور فرمایا:

"الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ"

یعنی جب وہ دوسروں سے لیتے ہیں تو اپنا پورا حق بلکہ اس سے بھی زیادہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب دوسروں کو دیتے ہیں تو ان کا حق کم کر دیتے ہیں۔

## تفسیر ابن العثیمین

تفسیر ابن العثیمین سے:

"ویل" کا لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے، اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ وعید کا لفظ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے حکم کی مخالفت یا اس کے منع کیے ہوئے کام کے ارتکاب پر ڈراتا ہے۔

لوگوں پر ظلم کرنا، اللہ کے حق میں اپنی جان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ اللہ کے حق میں ظلم

(شرک کے سوا) اللہ کی مشیت کے تحت ہے... لیکن بندوں کا حق ضرور پورا کرنا ہو گا۔

جتنا انسان زیادہ اطاعت گزار ہو گا، اتنا ہی اللہ کے قریب ہو گا۔ اور جتنا زیادہ اللہ کے لیے عاجز ہو گا، اتنا ہی اللہ کے ہاں عزت والا اور بلند ہو گا۔

خیر میں مقابلہ کرنا، اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کے کاموں میں سبقت لینا ہے، اور ان کاموں سے دور رہنا ہے جو اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔

اہلِ علم و دین جو رسولوں کے وارث ہیں، انہیں بھی دشمنانِ رسول کی طرف سے وہی برے القاب اور مذاق سہنا پڑتا ہے جو رسولوں کو سہنا پڑے۔

قیامت کے دن... ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے... اور یہ وہ ہنسی ہے جس کے بعد کبھی رونا نہ ہو گا۔

دنیا میں مجرموں کی مومنوں پر ہنسی، قیامت کے دن ان کے لیے رونا، غم اور ہلاکت بن جائے گی۔

(تفسیر ابن عثیمین)

لفظ "وَيْلٌ" (ہلاکت) معروف طور پر وعید اور ڈراوے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ابن جریر اکثر اس کی تفسیر جہنم کی ایک وادی کے طور پر کرتے ہیں۔

لفظ "مطفف" اس شخص کو کہتے ہیں جو کمی کرتا ہے یا گھٹاتا ہے۔ تطفیف کی اصل یہ ہے کہ ناپ تول میں تھوڑا سا کمی کرنا یا کسی کا حق تھوڑا سا مارنا۔ یہ لفظ معمولی یا چھوٹی کمی کے لیے استعمال ہوتا ہے، بڑی کمی کے لیے نہیں۔ اس کی اصل "طف" ہے، جس کے معنی تھوڑے یا کم کے ہیں۔ اس طرح "مطفف" وہ شخص ہے جو وزن یا پیمائش میں دوسروں کا حق تھوڑا سا کم کر دیتا ہے۔

جیسا کہ امام زجاج نے وضاحت کی ہے، یہ اصطلاح اس لیے استعمال کی گئی ہے کیونکہ کمی اکثر معمولی مقدار میں ہوتی ہے جو بظاہر اہم نہیں لگتی۔ لیکن یہ پھر بھی چوری اور خیانت ہے، جو اللہ کی وعید اور سزا کی مستحق ہے۔

بعض علماء کی رائے کے مطابق یہ ہے کہ، سبب نزول کے بارے میں جو روایت آئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب نبی ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہجرت کے آغاز میں تعلیم، رہنمائی اور کردار سازی پر توجہ دی گئی۔ چنانچہ یہ آیت "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ" اسی پس منظر میں نازل

ہوئی۔

تطفیف صرف ظاہری ناپ تول یا وزن پر ہی لاگو نہیں ہوتی بلکہ غیر مادی معاملات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔"الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ"اس میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی دوسروں سے اپنا پورا حق تولے لیکن جب دوسروں کا حق دینے کی باری آئے تو اس میں کمی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں انصاف کا حکم دیا ہے۔وہ فرماتا ہے:

1) "وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا" [سورة الإسراء: ٣٥]

2) "وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" [سورة الأنعام: ١٥٢]

3) "وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ" [سورة الرحمن: ٩]

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اس لیے ہلاک کیا اور نیست و نابود کر دیا کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔وہ ایک ایسی قوم تھی جسے ان کے نمایاں جرم یعنی تطفیف کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ

سورت کے آغاز میں "وَيْلٌ "(ہلاکت اور افسوس) کا لفظ اس عمل کے شدید خطرے کو ظاہر کرتا ہے۔

واقعی یہ عمل بہت خطرناک ہے، کیونکہ یہ دنیا کے اقتصادی نظام اور باہمی لین دین کی بنیاد ہے۔

جب ناپ تول میں خیانت ہو تو اس سے معیشت میں خلل واقع ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرتی و اقتصادی بگاڑ پیدا ہوتا ہے جو ایک عظیم فساد ہے۔(الشنقيطي:8/454)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (١) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

یہ آیت اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ تمام اخلاقی برائیوں کی اصل ایک بگڑا ہوا اخلاق ہے، اور وہ ہے دنیا کی محبت جو انسان کو مال کے حُب میں اندھا کر دیتی ہے، حتیٰ کہ وہ ناجائز اور ذلیل طریقوں سے دولت جمع کرتا ہے، جیسا کہ تطفیف (ناپ تول میں کمی)۔ یہ وہ بدگو ہر لوگ ہیں جو پیمانہ بھرنے کے قریب پہنچ کر رک جاتے ہیں اور وزن برابر کرنے کے قریب جا کر کم کرتے ہیں، حالانکہ کوئی باعزت اور مروّت والا شخص ایسا نہیں کرتا۔ (البقاعي: 311/21)

پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرماتا ہے: "أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ (٤) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (٥)" اس کا مطلب یہ ہے: کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس ذات کے سامنے کھڑا کیا جائے گا جو ہر راز اور ہر نیت کو جانتا ہے، ایک ایسے دن میں جو بڑے ہولناک اور دہشت ناک واقعات کا دن ہو گا، ایک ایسا دن جو شدید خوف اور سنگین نتائج کا حامل ہو گا؟

اللہ تعالیٰ اس دن کو یوں بیان فرماتا ہے: "يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (٦)" لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں ایک تنگ، خوف ناک اور پریشان کن کیفیت میں کھڑے ہوں گے۔ اللہ کا حکم ان پر اس قدر غالب ہو گا کہ ان کی عقلیں اور طاقتیں اسے سمجھنے سے قاصر رہ جائیں گی۔

سنن ابی داؤد میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ قیامت کے دن کے کھڑے ہونے کی سختی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

ابن مسعود نے کہا: "وہ چالیس سال تک کھڑے رہیں گے، ان کے سر آسمان کی طرف اٹھے ہوں گے اور ان سے کوئی بات نہیں کی جائے گی۔ ان کا پسینہ نیک اور بد دونوں کو ڈھانپ لے گا۔"

ابن عمر نے کہا: "وہ سو سال تک کھڑے رہیں گے۔" دونوں روایات ابن جریر نے نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم

## تفسیر شیخ عبد الرحمن السعدی

تفسیر شیخ عبد الرحمن السعدی سے

1) جیسے انسان دوسروں سے اپنا حق لیتا ہے، ویسے ہی اسے چاہیے کہ دوسروں کو ان کا پورا حق دے، چاہے وہ

مال ہو، معاملات ہوں، یا دلائل و حجتیں۔

2) مناظرے میں ہر ایک اپنی دلیل پر زور دیتا ہے، اسی طرح اسے چاہیے کہ اپنے مخالف کی دلیل بھی واضح کرے اور اس کا بھی انصاف سے جائزہ لے۔

3) مناظرے میں جب کوئی اپنے مخالف کی دلیل بیان کرتا ہے، تب اس کا انصاف، تعصب، تواضع اور عقل ظاہر ہوتی ہے۔(تفسیر سعدی)

اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان:

أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (٤) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (٥) يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

یہاں سخت انکار اور تعجب کے لہجے میں کلام ہے؛ لفظ "الظنّ" (گمان) کے ساتھ یوم عظیم "(عظیم دن) کی صفت، اس دن لوگوں کے اللہ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کا منظر، اور رب کی ربوبیت کی صفت یہ سب بیان ایک زبردست بلاغت کے ساتھ بتاتا ہے کہ تطفیف کا گناہ کس قدر بڑا اور سنگین جرم ہے۔(القرطبي:22/136)

اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ (یعنی یقیناً فجار کا نامۂ اعمال "سِجّین" میں ہے۔) اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً فجّار (گناہگاروں) کا انجام اور ان کا ٹھکانا سِجّین میں ہے۔ لفظ "سِجّین" فِعِّیل کے وزن پر آیا ہے، جو السَّجن (قید) سے ماخوذ ہے، اور اس کا مطلب ہے تنگی اور سختی۔ "السِّجن" تو وہ جگہ ہے جہاں کسی کو قید کیا جاتا ہے، اور "السَّجن" مصدر ہے، یعنی خود قید کرنے کا عمل۔ تو جب کہا گیا "سِجّين فِعّيل من السَّجن وهو الضيق"، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہاں "السَّجن" (مصدر) مراد ہے یا "السِّجن" (جگہ)؟ کیونکہ اہلِ لغت کے نزدیک لفظ کا اصل مادہ تنگی سے مربوط ہے۔ لہٰذا:

"السِّجن" ہے قید کی جگہ، اور "السَّجن" ہے قید کرنے کا عمل۔ یہاں لفظ "سِجّین" کے بارے میں کہا گیا "فِعّيل من السَّجن وهو الضيق"، تو مطلب یہ ہوگا: سِجّین، تنگی سے مشتق ہے۔ جیسے دیگر ابواب میں کہا جاتا ہے: فَسّيق، شَرّيب، خَمّير، سِكّير وغیرہ۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی اسی معنی کے قریب بات فرمائی ہے۔ اسی لیے اللّٰہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا: وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ یعنی "تمہیں کیا معلوم کہ

سجّین کیا چیز ہے "!یعنی وہ بہت شدید اور عظیم معاملہ ہے، ایک ہمیشہ باقی قید خانہ اور دردناک عذاب کی جگہ۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ زمین کی ساتویں تہ کے نیچے واقع ہے۔ جیسا کہ حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں آیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کافر کی روح کے بارے میں فرماتا ہے: اس کا نامۂ اعمال سجّین میں لکھ دو۔ چنانچہ سجّین زمین کی نیچے ترین جگہ ہے۔ فجّار چونکہ جہنم کے باشندے ہیں، اور جہنم سب سے نیچے کے درک میں ہے، اسی لیے فرمایا:

﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾(التین:5–6)اور یہاں بھی فرمایا: كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ یعنی یہ جگہ تنگی اور پستی دونوں صفات رکھتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ (الفرقان:13)

"جب انہیں جہنم کے کسی تنگ مقام میں جکڑ کر پھینکا جائے گا تو وہ وہاں ہلاکت پکاریں گے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ کے قول﴿إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ﴾کے مقابلے میں آگے﴿إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ﴾ بھی آئے گا۔ پس اللہ نے دونوں کتابوں (نامہ اعمال) کا تقابل کیا ایک ابرار کا نامۂ اعمال، دوسرا فجار کا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ: کیا سجّین ایک مقام (جگہ) کا نام ہے، یا یہ کتاب / دیوان کا نام ہے جس میں فجار کے نام درج ہیں؟

جب ہم مفسرین کی عبارات دیکھتے ہیں تو ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "  :یعنی ان کا انجام اور ٹھکانا سجّین میں ہے"، اور پھر ان کا قول ذکر کرتے ہیں کہ "یہ زمین کی ساتویں تہ میں ہے  "اور یہی بات ابن جریر نے اختیار کی، جیسا کہ حدیثِ براء میں مذکور ہے:

اس کا نامۂ اعمال سجّین میں لکھ دو، "اور وہ زمین کے نیچے ہے۔ اس قول کے مطابق سجّین ایک جگہ ہے جسے اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ پہلا قول ہے، مگر یہ اتفاقی نہیں۔ بعض علماء نے یہ دوسرا قول بیان کیا ہے کہ: یہ ایک کتاب یا دیوان کا نام ہے جس میں بدکاروں، کفار اور اہلِ جہنم کے نام درج ہیں۔ اسی طرح جیسے نیکوکاروں کی

کتاب کو عِلّیّین کہا گیا ہے۔یعنی علیّون اس "کتاب"کا مخصوص نام ہے جس میں ابرار کا ذکر ہے،اسی طرح سِجّین بھی ایک "کتاب"کا نام ہے جس میں فجار کے اعمال کا اندراج ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَرْقُومٌ جن لوگوں نے یہ کہا کہ "کتاب مرقوم" سِجّین"ہی کی تفسیر و توضیح ہے،ان کی مراد یہ ہے کہ "سِجّین" دراصل کتاب (دیوان) ہے۔اسی طرح "علیّین" کے بارے میں بھی فرمایا گیا: كِتَابٌ مَرْقُومٌ یعنی وہ بھی لکھا ہوا دیوان ہے۔لفظ "مرقوم"یعنی مکتوب و کندہ شدہ(لفظ "رقم" سے ماخوذ، جس کا معنی لکھنا اور ثبت کرنا ہے)۔سلف صالحین اور ان کے بعد آنے والے اکثر مفسرین کا رجحان یہ ہے کہ "سِجّین" ایک مخصوص مقام ہے تنگ، حبس، یا سختی کی جگہ۔اسی معنی پر ابن کثیر، الأخفش، المبرد، الزجاج، اور ابو عبیدہ معمر بن المثنّی وغیرہ نے بھی کہا۔

اس طرح آیت دونوں معنوں کے لیے احتمال پذیر ہے:یعنی یہ لفظ جائے عذاب (مکان) اور کتاب (دیوان)— دونوں مفہوموں پر دلالت کر سکتا ہے۔اور اس جملے میں: كِتَابٌ مَرْقُومٌ کا مطلب ہے:"لکھا ہوا، مہر بند اندراج "جیسا کہ قتادہ نے کہا:ان کے لیے شر کے ساتھ رقم (نشان) لگا دیا گیا ہے۔"رہا خود "سِجّین" کا لفظی مادہ تو اس بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا حرف "نون" اس کے اندر اصلی ہے(یعنی "سِجّین" مشتق ہے "السَّجن" سے—یعنی حبس)اور اگر ایسا ہے تو یہ وزن مبالغہ کے لیے ہے، جیسے کہا جاتا ہے: خِمّیر، سِکّیر وغیرہ۔اور کچھ کے نزدیک نون لام کی جگہ بدلی گئی ہے،یعنی اصل لفظ "سِجّیل" تھا،جو "السِّجلّ"(کتاب، رجسٹر) سے ماخوذ ہے۔ ان کے نزدیک "سِجّین" کتاب کا نام ہے۔

مگر یہ قول غیر مشہور اور خلافِ اصل ہے،کیونکہ لغت میں یہ طریقہ کم معروف ہے۔درحقیقت،اگر لفظ سِجّین "السَّجن" (قید) سے مشتق مانا جائے تو یہ "فِعِّیل" کے وزن پر مبالغہ کی صیغہ ہے،یعنی "بہت زیادہ قید یا شدید تنگی والا"—اس میں کوئی اشکال نہیں۔اگر تم ابنِ کثیر اور دیگر مفسرین کی عبارات غور سے دیکھو،تو سب اسی مفہوم پر متفق نظر آتے ہیں کہ سِجّین" دراصل ایک کتاب کا نام ہے۔

جیسا کہ آگے فرمایا گیا:﴿كِتَابٌ مَرْقُومٌ﴾یعنی یہ وہ "لکھا ہوا دفتر" ہے جس میں اہلِ شقاوت (بدکاروں) کے نام و اعمال درج کیے گئے۔یہ کتاب "سِجّین" کہلاتی ہے۔یا معنی یہ ہیں کہ ان (فجّار) کا نام سِجّین میں

لکھا گیا، جو ان کے ٹھکانے اور انجام کا بیان ہے۔ یہ "کتابِ فجّار" دراصل اس بات کا اظہار ہے کہ ان کے اعمال اور نام "سِجّین" میں درج ہیں، اور "سِجّین" ایک حقیقی جگہ بھی ہو سکتی ہے۔

اب سوال یہ کہ "سِجّین" کہاں واقع ہے؟ اکثر سلف کا قول ہے کہ یہ زمین کی ساتویں تہہ کے نیچے ہے۔ اگرچہ ان کے بیانات میں کچھ تفصیل مختلف ہے۔ بعض کہتے ہیں: وہاں یہ کتاب رکھی گئی ہے، اور بعض کہتے ہیں: کفار کی اَرواح وہاں رہتی ہیں۔

درحقیقت، علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کفار کی اَرواح موت کے بعد کہاں رہتی ہیں، جب کہ وہ ابھی جنت اور جہنم میں داخل نہیں ہوتے؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں، اور ان پر سب سے زیادہ تفصیلی وضاحت ابن القیم رحمہ اللہ نے کی ہے۔ بہت سے سلف سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ کفار کی روحیں سِجّین میں، زمین کی سب سے نیچے سطح میں ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ کے بارے میں دو بنیادی احتمالات پائے جاتے ہیں: سِجّین "ایک کتاب کا نام ہے، یعنی بدکاروں کے اعمال کا رجسٹر۔ سِجّین "ایک جگہ یا ٹھکانہ ہے، جہاں اہلِ شقاوت کی ارواح قید ہیں، یا جہاں ان کی کتابِ اعمال موجود ہے۔

دوسری تعبیر کے مطابق، "کِتاب" کا مطلب یہ ہے کہ ان بدکاروں کو اہلِ شقاوت میں درج کر دیا گیا، اور ان کا ٹھکانہ "سِجّین" ہے جو ایک تنگ، تاریک، اور اذیت ناک قید خانہ ہے، جہاں کفار کی روحیں رکھی جاتی ہیں۔

یا یہ مطلب بھی درست ہے کہ یہ کتاب (نامۂ اعمال) سِجّین کے مقام میں رکھی جاتی ہے، جیسے نیک لوگوں کی کتاب عِلّیّین میں ہے۔ یوں خلاصہ یہ ہے کہ "سِجّین" کے بارے میں بنیادی طور پر دو رائے ہیں، اور دونوں کے ذیل میں تفصیلی شاخیں نکلتی ہیں۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: صحیح بات یہ ہے کہ "سِجّین" "السِّجن" (قید اور تنگی) سے ماخوذ ہے، کیونکہ تمام مخلوقات میں جتنا نیچے کا درجہ ہو گا، اتنی ہی تنگی اور پستی ہو گی، اور جتنا اوپر ہو گا، اتنی وسعت۔

پھر آگے فرمایا: كِتَابٌ مَرْقُومٌ یہ جملہ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ﴾ کی تفسیر نہیں، بلکہ اس چیز کی وضاحت ہے کہ ان کے لیے جو انجام مقرر کیا گیا ہے، وہ سب لکھا جا چکا، طے شدہ، اور ناقابلِ تبدیلی ہے۔ یعنی یہ

"کتابِ مرقوم" اس بات کی علامت ہے کہ یہ فیصلہ ختم شدہ، مہر بند، اور نا قابلِ ترمیم ہے۔

محمد بن کعب القرظی نے کہا: کتاب مرقوم "کا مطلب یہ ہے کہیہ فیصلہ مکمل طور پر لکھا ہوا اور طے شدہ ہے، جس میں نہ کسی کا اضافہ ہو گا نہ کمی۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا، کہ یہ جملہ "سِجِّين" کی تفسیر نہیں، بلکہ ان کے مقدر "مصیر" کی صفت ہے یعنی یہ فیصلہ شدہ انجام ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

جبکہ ابن جریر نے فرمایا: کتاب مرقوم "یعنی لکھا ہوا، طے شدہ، واضح فیصلہ۔ پھر فرمایا: وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ یعنی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے خرابی اور ہلاکت ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب وہ قیامت کے دناس قید اور ذلت والے عذاب میں ڈالے جائیں گے جس کی وعید اللہ نے سنائی تھی۔ وَيْل "کا مطلب ہے سخت وعید اور ہلاکت کی تنبیہ۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے "وَيْلٌ لِفُلَانٍ"— "فلاں کے لیے خرابی"! اور مسند احمد اور بعض سنن میں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرابی ہے اس کے لیے جو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسائے اس کے لیے خرابی ہے، خرابی ہے، خرابی ہے۔"

پھر فرمایا: كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ یعنی معاملہ ایسا نہیں جیسا یہ سمجھتے ہیں کہ بعث و جزا نہیں ہو گی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اعمال کا اندراج "سِجِّين" میں ہو چکا ہے اور وہ عذاب کے لائق ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ جھٹلانے والے وہی بدکار اور کافر لوگ ہیں الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ یعنی جو قیامت کے دن کو جھٹلاتے، اسے بعید سمجھتے، اور اس پُرعظمت وقت پر ایمان نہیں لاتے۔

پھر فرمایا: وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ یعنی: صرف وہی جھٹلاتے ہیں جو ظلم میں حد سے گزرنے والے اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

بعض مفسرین نے کہا: المعتدی "یعنی اعمال میں حد سے تجاوز کرنے والا، اور "الأثیم "یعنی اقوال میں گناہ کرنے والا در حقیقت "المعتدی "وہ ہے جو یا تو اللہ کی مقررہ حدود سے آگے بڑھ جائے یا مخلوق کے حقوق میں ظلم

کرے۔اور "الأثیم" وہ ہے جو کثرتِ گناہ والا، گناہوں کا عادی ہو۔

لفظ "الإثم" کبھی فعلِ معصیت کے لیے، کبھی شراب (الخمر) کے لیے،اور کبھی کسی جرم کے نتیجے میں سزا و مؤاخذہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے:"من فعل کذا فقد أثم "یعنی:"جس نے یہ کیا وہ مؤاخذہ میں آیا۔"

شربتُ الإثمَ حتى ضلَّ عقلي

كذاك الإثمُ تذهب بالعقولِ

پھر فرمایا:إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ یعنی جب ان پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں،تو وہ کہتے ہیں:"یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔"یعنی وہ اللہ کی آیات سن کر انکار کرتے،اور بدترین گمان کرتے ہیں — سمجھتے ہیں کہ قرآن کسی پرانے قصوں یا من گھڑت کہانیوں کا مجموعہ ہے۔جیسا کہ فرمایا گیا:﴿وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾(الفرقان:5)

لفظ "أساطير" یا "إسطارة" ان بے بنیاد روایات کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی اصل پر قائم نہ ہوں یعنی من گھڑت کہانیاں اور تحریف شدہ قصے۔آخر میں فرمایا:كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنی معاملہ ویسا نہیں جیسا وہ گمان کرتے ہیں۔یہ قرآن اللہ کا کلام اور وحی ہے،مگر اہلِ کفر کے دلوں پر جو زنگ، پردہ اور سیاہی جم چکی ہے،اسی نے ان کے دلوں کو ایمان سے محروم کر دیا۔یہ زنگ ان کے کثرتِ گناہ و معصیت کا نتیجہ ہے چنانچہ کہا گیا:

> الرَّیْن (دل کا زنگ) کافروں کے دلوں پر،الغَیم نیکوں کے دلوں پر (عارضی غفلت)،اور الغَین مقربین کے قلوب پر طاری ہوتا ہے۔"

ابن جریر، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے تو دل دوبارہ چمک جاتا ہے، اگر وہ گناہوں کو بڑھائے تو یہ سیاہی بھی بڑھتی رہتی ہے۔یہی وہ معنی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ".

(ترمذی نے کہا: "یہ حدیث حسن صحیح ہے)

یہ حدیث الران (دل کے زنگ) کی صحیح نبی ﷺ سے تفسیر ہے، لہٰذا اس سے ہٹ کر کسی اور تاویل کی طرف نہیں جانا چاہیے۔ چنانچہ یہاں جب منکرینِ قرآن نے اسے جھٹلایا اور کہہ دیا کہ قرآن من گھڑت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا: {کَلَّا} — یعنی، معاملہ ویسا نہیں جیسا وہ کہتے ہیں۔ بلکہ فرمایا: ﴿بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ یعنی ان کے دلوں پر جو پردہ اور زنگ چڑھ گیا ہے، اسی نے انہیں ایمان سے روک دیا ہے۔

ان کے دل ایمان لانے سے اس لیے محروم ہوئے کہ بے شمار گناہوں اور خطاؤں نے انہیں ڈھانپ لیا، یہاں تک کہ دل کو مکمل طور پر گھیر لیا۔ حدیث کے مطابق، ہر گناہ ایک سیاہ دھبّہ پیدا کرتا ہے، یہ دھبّے بڑھتے بڑھتے آخر کار دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ سے مثال دیتے ہوئے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سُکڑ جاتا ہے، اور انہوں نے اپنی چھوٹی انگلی بند کی، پھر ایک اور گناہ پر دوسری انگلی بند کی، یوں کرتے کرتے سارا ہاتھ بند ہو گیا، اور فرمایا: پھر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ "یعنی گناہوں سے دل سکڑ کر بند ہو جاتا ہے، اور پھر حق داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی ہے معنی: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ 'الرَّين' اور 'الرَّان' وہ گھنا پردہ ہے جو دل پر چھا جاتا ہے اور اسے حق دیکھنے اور اس کے سامنے جھکنے سے روک دیتا ہے۔ "یعنی یہ ایسا گہرا حجاب ہے جو دل تک روشنی کی راہ بند کر دیتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی تین درجے بتائے: الرَّين — کفار کے قلوب پر۔ الغَيم — نیک کاروں کے قلوب پر (عارضی غفلت کی کیفیت)۔ الغَين مقربین کے قلوب پر (لطیف تغیر کی کیفیت)۔

اسی کی بنا پر بعض علما نے حدیث "إنه ليغان على قلبي، وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرة" کی وضاحت کی کہ یہ غَین نبی ﷺ کے قلب مبارک پر پیدا ہوتا یعنی باکمال صفائی کے باوجود نبی ﷺ اپنے

قلب میں ہلکا سا تغیر محسوس کرتے اور اسی لیے روزانہ کثرتِ استغفار فرماتے۔

اگر وہ کامل ترین ہستی ﷺ، جو اللہ کی معرفت میں سب سے بلند درجہ پر تھیں، یہ کیفیت محسوس فرماتے تھے، تو عام انسان، جو ذکر و استغفار سے غافل ہو، اس کا دل کس قدر بھاری ہو گا! یہ تغیرات دل کے مختلف احوال ہیں کبھی تنگی، کبھی غفلت، کبھی پریشانی جن کا تعلق انسانی اعمال کے اثرات سے ہے۔

علماء فرماتے ہیں: نبی ﷺ دینی امور، جہاد، امت کی بھلائی، اور اللہ کی اطاعت میں مصروف رہتے، جبکہ عام لوگ دنیا کی غفلتوں اور گناہوں میں مشغول ہوتے ہیں، تو ان کے دلوں پر اثرات کہیں زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے واضح کیا کہ نبی ﷺ پر طاری ہونے والی کیفیت ران نہیں ہوتی، بلکہ غَین (لطافت) کی ایک خفیف کیفیت ہے۔ "الرّان" اور "الرّین" کفار کے دلوں کے حجاب ہیں۔ پھر انہوں نے معاذ النحوي کے حوالے سے فرمایا: الرّین" وہ ہے جب گناہوں کے اثر سے دل سیاہ ہو جائے۔ الطّبع" وہ ہے جب دل پر مہر لگا دی جائے، اور یہ "الرین" سے زیادہ سخت ہے۔ اور "الإقفال" (تالا لگنا) اس سے بھی زیادہ شدید درجہ ہے — یعنی دل پر قفل چڑھ جانا۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے بیان کیا کہ دل پر اثر انداز ہونے والے امراض اور حجب کتنے ہیں: الطبع، الختم، الرّان، الغشاوۃ، الأقفال وغیرہ اور ان کے تعلقات اعمال و اخلاق سے کیسے بنتے ہیں۔

انہوں نے مزید فرمایا: الفراء نے کہا: گناہوں اور معصیت کی کثرت نے ان کے دلوں کو گھیر لیا، چنانچہ یہی رَین ان کے دلوں پر چھا گیا۔ "ابو إسحاق نے کہا: ران' کے معنی ہیں: ڈھانپ لینا، غلبہ پالینا۔ کہا جاتا ہے: ران علی قلبہ الذنب رینًا یعنی گناہ نے اس کے دل کو ڈھانپ لیا۔ یہ رَین گویا پردے کی طرح ہے جو دل کو ڈھانپ لیتا ہے، اور اس کے مشابہ لفظ 'غَین' ہے۔"

ابن القیم رحمہ اللہ نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ابو اسحاق نے یہاں غلط کہا— کیونکہ "الغَین" بہت لطیف و نرم کیفیت ہے، اور اس سلسلے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: "إنه لَيُغانُ على قلبي، وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرة".

جبکہ الرَّین اور الرَّان دل کے لیے سب سے سخت اور گھنے پردے ہیں۔ مجاہد نے کہا: گناہ پر گناہ ہوتا چلا جاتا

ہے یہاں تک کہ گناہ دل کو گھیر لیتے ہیں، ڈھانپ لیتے ہیں، اور پھر دل مر جاتا ہے۔" مقاتل نے کہا: "ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں کو پوری طرح گھیر لیا ہے۔"

اور نسائی و ترمذی کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ کوئی خطا کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے"... (پھر حدیث میں دل کے سیاہ ہونے اور توبہ سے صاف ہونے کا مفہوم موجود ہے۔)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک کالا نکتہ پڑتا ہے، پھر دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نکتہ، یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ان کے گناہوں نے ان کے دلوں پر رَین طاری کر دیا یعنی یہ زنگ ان کے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔

یہ بندوں کے اختیار سے شروع ہوتا ہے، لیکن جیسے جیسے دل بند ہوتا جاتا ہے یہ اثرِ الٰہی قضا کے تحت پیدا ہو جاتا ہے۔ پس سبب (گناہ کرنا) بندے کے اختیار میں ہے، لیکن نتیجہ (دل کا مہر بند ہو جانا) اللہ کے ارادے اور تقدیر سے ہے۔ (ابن القیم: مدارج السالکین) ( فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم ) کی آیت میں دلیل ہے کہ بندہ شروع کرتا ہے ٹیڑھا راستہ۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دل گناہ کی وجہ سے زنگ آلود (زنگ لگنے والا) بن جاتا ہے، جب گناہ بڑھ جاتے ہیں تو یہ زنگ غالب آ کر رَین (زنگ کا پردہ) بن جاتا ہے۔ پھر جب معاصی میں مزید اضافہ ہوتا ہے، تو یہ طبع (دل پر مہر لگ جانا)، پھر قفل (تالا) اور ختم (مہرِ ختم) بن جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل پر پردہ اور غلاف چڑھ جاتا ہے۔ اور جب یہ حالت ہدایت و بصیرت کے بعد طاری ہو جائے، دل کی حالت بدل جاتی ہے۔ ایسی صورت میں شیطان اس دل کا ولی بن جاتا ہے اور جس طرف چاہتا ہے، اسے کھینچ کر لے جاتا ہے۔" (ابن القیم)

اسی طرح ابن القیم نے فرمایا: گناہوں نے ان لوگوں کو روکے رکھا کہ وہ اپنے اور اپنے دل کے درمیان حجاب کی مسافت کو طے نہ کر سکیں۔ اگر وہ طے کر لیتے تو اپنے دلوں کی حقیقت جان لیتے کہ کیا چیز انہیں درست کرتی ہے اور کیا بگاڑتی ہے۔ گناہوں نے انہیں یہ بھی روکے رکھا کہ وہ اپنے دل اور اپنے رب کے درمیان تقرب کو طے کریں، تاکہ دل اللہ تک پہنچ کر اس کی قربت، عزت و اطمینان حاصل کرے، اور قیامت کے دن اس کے دیدار

سے قرار وسکون پائے۔

مگر گناہیں ان کے اور ان کے رب کے درمیان پوشیدہ پردہ (حائل دیوار) بن گئیں، جس نے انہیں اپنے خالق کے قرب سے جدا کر دیا۔" (ابن القیم)

اللہ تعالیٰ کے فرمان: كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے دن ان کے لیے سِجِّین "(پستی و ذلت والا ٹھکانا) ہو گا، پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے رب اور خالق کے دیدار سے بھی محروم رہیں گے۔

امام الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان والے اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے۔ "یعنی: یہ "کلا" ان منکرین کے رد میں ہے جو کہتے تھے کہ ان کا اللہ کے نزدیک کوئی مقام ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، جیسا کہ فرمایا: كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ چونکہ اہلِ کفر اور غضب کو اللہ کے دیدار سے روک دیا گیا ہے، اس سے مخالفت کے مفہوم (مفهومِ مخالفة) کے مطابق لازم آتا ہے کہ اہلِ ایمان اللہ کا دیدار کریں گے۔ کیونکہ اگر سب ہی اللہ کے دیدار سے محروم ہوتے، تو کفار کا یہ خاص وصف بیان کرنے کا کوئی مطلب نہ رہتا۔

یہ مفہومِ مخالفت سے ثابت ہے، اور منطوق سے اس کی صریح دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ آج بہت سے تازہ چہرے اپنے رب کے دیدار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

پس رؤیتِ الٰہی (اللہ کو دیکھنا) صریح لفظ (منطوق) اور مفہوم دونوں سے ثابت ہے۔ بعض علما نے کہا: "لَمَحْجُوبُونَ" کا مطلب ہے اللہ کی عزت و کرامت سے محروم ہونا۔ یعنی اس کی قربت، رضامندی اور دیدار میں سے کسی ایک سے محرومی۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ لفظ اپنے عموم پر ہے؛ انہیں اللہ کی رؤیت سے بھی روکا گیا اور اس کی کرامت سے بھی محروم رکھا گیا۔" یہ بات اصولِ فقہ کے قاعدے سے ہم آہنگ ہے کہ "المقتضى له عموم" یعنی کسی مقدّر مفہوم کو اس کے جامع ترین معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ لہذا "محجوبون" میں دونوں معنی شامل ہیں: دیدار سے محرومی اور کرامت سے محرومی۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ آیت اہلِ ایمان کے لیے دیدارِ الٰہی کا اثبات اور اہلِ کفر کے لیے اس سے محرومی کی صریح دلیل ہے۔ اہلِ سنت اسی آیت کو رؤیتِ باری تعالیٰ کے عقیدے کی قرآنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت قرآن کی تفسیر قرآن سے ہے؛ کیونکہ یہاں کفار کے لیے "محجوبون" کہا گیا، اور دوسری جگہ اہلِ ایمان کے لیے فرمایا:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اس کے علاوہ احادیثِ نبویہ میں یہ مطلب بالکل صریح الفاظ میں مذکور ہے: تم یقیناً اپنے رب کو دیکھو گے"...(حدیث متواتر ہے۔)

ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: آیت ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے دو طرح کے عذاب جمع کر دیے: جہنم کا عذاب، اللہ کے دیدار سے محرومی کا عذاب۔" یہ دونوں ان کے اعمال کی سزا ہیں۔ پھر فرمایا: جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دو قسم کے انعام عطا فرمائے: جنت کی نعمتوں سے لذت۔ اپنے دیدار سے لذت۔ اور انہی دو نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں ذکر فرمایا: إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔

یعنی وہ جنتی نعمتوں کو بھی دیکھیں گے اور اپنے رب کے چہرے کا دیدار بھی کریں گے جو سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔" مزید فرمایا: اس آیت سے استدلال کا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی سب سے بڑی سزا یہ بتائی کہ وہ اس کے دیدار اور کلام سے محروم ہوں گے۔ اگر مومنین بھی نہ دیکھتے اور نہ سنتے، تو وہ بھی اسی محرومی میں شریک ہو جاتے۔ لہٰذا لازم یہ ہے کہ مؤمنین اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں، اور یہی ان کی سب سے بڑی عزت اور نعمت ہے۔"

(ابن القیم: حادي الأرواح و مدارج السالکین)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنی: یہ گناہ پر گناہ ہے، یہاں تک کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا: یہ ایسے شخص کا حال ہے جو ایک گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ اس کے دل کا احاطہ کر لیتا ہے، پھر دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا بھی دل کو گھیر لیتا ہے، حتیٰ کہ گناہوں کی کثرت سے دل پر ایک مکمل پردہ

چھا جاتا ہے۔

بکر بن عبد اللہ نے کہا: جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل میں سوئی کی نوک کے برابر ایک داغ لگ جاتا ہے۔ پھر اگر دوسرا گناہ کرے تو اسی طرح دوسرا داغ، یہاں تک کہ جب گناہ بڑھ جاتے ہیں تو دل ایسا ہو جاتا ہے جیس چھلنی جس میں نہ کوئی بھلائی ٹھہرتی ہے، نہ صلاح باقی رہتی ہے۔

(القرطبي:22/143)

اسی آیت کے تحت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے۔ اگر پھر گناہ کرے تو وہ داغ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ دل کو ڈھانپ لیتا ہے۔ یہی وہ زنگ (ران) ہے جس کا ذکر اللہ نے فرمایا: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾".

(الطبري:24/286)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ حسین بن فضل نے کہا: جیسے اللہ نے دنیا میں ان لوگوں کو اپنے توحید اور معرفت سے محروم رکھا، ویسے ہی آخرت میں انہیں اپنی رؤیت (دیدار) سے محروم رکھے گا۔ زجاج نے کہا: اس آیت میں صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھا جائے گا۔

(الشوكاني:5/400)

## تفسیر ابن العثیمین

تفسیر ابن العثیمین سے:

"{كلا إنهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون} یعنی یقیناً وہ اس دن اپنے رب سے پردہ کیے جائیں گے، اور یہ قیامت کے دن ہو گا کہ انہیں اللہ عزوجل کو دیکھنے سے محروم رکھا جائے گا، جیسے وہ اس کی شریعت اور آیات کو دیکھنے سے محروم رہے اور انہیں پرانے لوگوں کی کہانیاں سمجھا۔

اسی آیت سے اہل سنت والجماعت نے اللہ عزوجل کو دیکھنے کے اثبات پر دلیل پکڑی ہے، اور دلیل بالکل

واضح ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کو حالتِ غضب میں پردے میں رکھا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک لوگوں کو حالتِ رضا میں اللہ کو دیکھنے کی اجازت ہے۔

پس جب یہ لوگ محجوب ہیں تو نیک لوگ محجوب نہیں ہیں، اور اگر پردہ سب کے لیے ہوتا تو فجار کے ساتھ خاص کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

اللہ عزوجل کو دیکھنا کتاب، متواتر سنت اور صحابہ وائمہ کے اجماع سے ثابت ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے حق کے ساتھ دیکھا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وجوه يومئذ ناضرة. إلى ربها ناظرة﴾ [القيامة: ٢٣]۔

- ❖ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿للذين أحسنوا الحسنى وزيادة﴾ [يونس:٢٦]۔
- ❖ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زیادتی کی تفسیر اللہ کے چہرے کو دیکھنے سے کی ہے(١)۔
- ❖ اور جیسا کہ اس کے فرمان میں ہے: ﴿لهم ما يشاؤون فيها ولدينا مزيد﴾[ق:٣٥]۔
- ❖ اور یہاں مزید سے مراد وہی زیادتی ہے جو﴿للذين أحسنوا الحسنى وزيادة﴾ میں ہے۔
- ❖ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار﴾ [الأنعام: ١٠٣]۔

پس ادراک کی نفی اصل رؤیت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے، اسی لیے سلف نے اس آیت سے اللہ کو دیکھنے پر دلیل پکڑی، اور متاخرین نے اس سے اللہ کو نہ دیکھنے پر دلیل پکڑی حالانکہ آیت ان کے خلاف دلیل ہے، کیونکہ اللہ نے اس میں رؤیت کی نفی نہیں کی بلکہ ادراک کی نفی کی ہے، اور ادراک کی نفی اصل رؤیت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن نے اللہ عزوجل کو آنکھوں سے دیکھنے کے ثبوت پر دلالت کی ہے، اور اسی طرح صحیح سنت میں بھی آیا ہے، جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ”تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے تم سورج کو صاف آسمان میں بغیر بادل کے دیکھتے ہو“(٢)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی“(٣)، اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے تابعین اور اس امت کے ائمہ نے ایمان لایا، اور اس کا انکار ان

لوگوں نے کیا جن کے دل اور عقلیں حق سے پردے میں ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ کو آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا، بلکہ آیات میں رؤیت سے مراد دل کی رؤیت یعنی یقین ہے، حالانکہ یہ قول باطل ہے اور قرآن و سنت کے خلاف ہے۔(تفسیر ابن عثیمین)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ (١٨) وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ (١٩) كِتَابٌ مَرْقُومٌ (٢٠) يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ (٢١) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (٢٢) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٢٣) تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (٢٤) يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (٢٥) خِتَامُهُ مِسْكٌ فَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (٢٦) وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (٢٧) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (٢٨)"[سورة المطففين:18-28]

حقیقتاً"کتاب الابرار"–فجار کے برعکس–"علیین میں ہے"۔یعنی ان کا مقام علیین میں ہے، جو کہ سجّین کے مقابل ہے۔

علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ" کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد جنت ہے۔

ظاہر معنی یہ ہے کہ "علیین" لفظ "علو" (بلندی) سے نکلا ہے۔ جتنا کوئی چیز بلند اور اونچی ہو، اتنی ہی زیادہ اور وسیع ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اس کی اہمیت پر زور دیا، اور فرمایا:"وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ"(اور تم کیا جانو کہ علیین کیا ہے؟)

یہاں اللہ تعالیٰ کا فرمان "كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ" اس معنی میں بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لکھے گئے اور مقدر کیے گئے ہیں کہ علیین میں ہوں گے، یعنی وہ اس مقام تک پہنچ جائیں گے۔ یہ بات لوگوں کی گفتگو میں بھی ملتی ہے کہ "اللہ تمہیں علیین میں کرے" یعنی کسی کی روح اس بلند اور عظیم مقام تک پہنچ جائے۔ لغوی اعتبار سے یہ اس رجسٹر کا نام بھی ہو سکتا ہے جس میں ان کے اعمال لکھے جاتے ہیں، جیسا کہ سجّین کے بارے میں ذکر کیا گیا۔

تاہم یہ تفسیر کمزور ہے، جیسا کہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ سجّین زمین کی ساتویں تہہ میں ہے، جبکہ علیین کے بارے میں آیا ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے۔ حتیٰ کہ ضحاک کا قول بھی کہ وہ "سدرۃ المنتہیٰ" (انتہائی حد کا بیری کا درخت) ہے، اسی بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ علیین سے مراد جنت ہے۔

علماء کے درمیان راجح قول، جیسا کہ ابن جریر نے اجماع کے ساتھ نقل کیا، یہ ہے کہ اس سے مراد ساتواں آسمان ہے۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ظاہر معنی یہ ہے کہ "علیین" لفظ "علو" (بلندی) سے نکلا ہے، اور جتنا کوئی چیز بلند اور اونچی ہو، اتنی ہی زیادہ اور وسیع ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو روح کے بارے میں ہے۔ جب انسان فوت ہوتا ہے اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے جاتے ہیں، تو وہ اسے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اس وقت کہا جاتا ہے: "میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھ دو۔"

جب روح ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ علیین وہ رجسٹر ہے جس میں ان کے اعمال لکھے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اُكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ"۔ ضروری نہیں کہ یہ رجسٹر کا نام ہو، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کا انجام وہاں لکھا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے یہ مقدر اور لکھ دیا گیا ہے کہ یہ فرد علیین والوں میں سے ہے۔

روح جسم کے ساتھ ایک ایسے انداز میں وابستہ رہتی ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جیسے نبی ﷺ نے انبیاء کو آسمانوں میں دیکھا، آپ ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے ارد گرد بچے ہیں۔ یہ بچے ابھی اپنی قبروں میں تھے، لیکن ارواح کے حالات ایسے ہیں جو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم اپنی سمجھ کو انہی چیزوں تک محدود رکھتے ہیں جو منقول ہیں، اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

← پھر اللہ فرماتا ہے: "وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ"

اس کے بعد مزید وضاحت فرماتا ہے: "كِتَابٌ مَرْقُومٌ" یعنی یہ لکھا ہوا اور ثبت شدہ ہے۔ "يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ"

یعنی اس پر مقربین گواہ ہیں۔ قتادہ نے کہا کہ یہ فرشتے ہیں۔

پھر اللہ ان کے انجام کی تصدیق فرماتا ہے: "كِتَابٌ مَرْقُومٌ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ" قتادہ نے کہا کہ یہ فرشتے ہیں، جبکہ عوفی نے ابن عباس سے نقل کیا کہ ہر آسمان کے مقربین اس پر گواہ ہیں۔

پھر اللہ فرماتا ہے: "إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ" یعنی قیامت کے دن وہ دائمی نعمت اور فضل کے باغات میں ہوں گے۔

جیسا کہ ابن القیم نے ذکر کیا، اس سے مراد قیامت کا دن ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ آخرت میں، قبر میں اور یہاں تک کہ دنیا میں بھی نعمت میں ہیں، اگرچہ یہاں سیاق قیامت کے دن کا ہے۔

"عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ" الأرائك وہ تخت ہیں جن کے اوپر چھتریاں یا سائبان ہیں۔

لفظ "يَنْظُرُونَ" کو مطلق رکھا گیا ہے، یعنی یہ واضح نہیں کیا کہ وہ کس چیز کو دیکھ رہے ہیں۔ اس میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی نعمتوں، اپنی بادشاہت، اپنی خوبصورت بیویوں، حور العین کو دیکھتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کے جلیل چہرے کو دیکھتے ہیں، جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ نصوص سے ثابت ہے کہ مومنین اپنے رب کو دیکھیں گے، اور یہی سب سے بڑی عطا ہے جو انہیں ملے گی۔

پھر اللہ فرماتا ہے: "يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ" وہ جنت کی شراب پیئیں گے۔ رَحِیق خالص شراب کے ناموں میں سے ایک ہے، جیسا کہ ابن مسعود، ابن عباس، مجاہد، حسن، قتادہ اور ابن زید نے ذکر کیا۔ ابن مسعود نے اس آیت "خِتَامُهُ مِسْكٌ" کے بارے میں کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ اس کا آمیزہ مشک ہے۔

پھر اللہ فرماتا ہے: "فَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ" یعنی ایسی حالت کے لیے لوگوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں، اس پر فخر کریں اور اس کی طرف دوڑیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ" [سورۃ الصافات:61]

آیت "فَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ" کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ فضیلت اور کثرت کے طالب ہیں وہ اس نعمت یا اس رَحِیق کی طرف دوڑیں جس کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ معنی قریب قریب یہی ہے: جو لوگ چاہنے والے ہیں وہ اسی کو چاہیں۔ اس میں نعمت اور وہ رَحِیق شامل ہے جس کی یہ خصوصیات ہیں۔

"وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ" یہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقربین پیتے ہیں۔

❖ "اور بعض نے کہا کہ لفظ 'وَفِي ذَلِكَ' کا معنی 'إِلَى ذَلِكَ' ہے، یعنی 'اسی کی طرف' جیسے فرمایا 'فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ'۔ اس سے مراد ہے کہ جو لوگ جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں میں سبقت لے جانا چاہتے ہیں وہ اسی کی طرف دوڑیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ' [سورۃ الصافات: 61]۔ تفسیرات معنی کو قریب کر دیتی ہیں، لیکن اصل میں تنافس (التنافس) کا معنی ہے کسی چیز کے لیے مقابلہ یا کوشش کرنا۔ اس کی اصل یہ ہے کہ کسی چیز میں جھگڑا کرنا، ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ چیز صرف اسی کو ملے۔ کہا جاتا ہے: 'میں نے اس پر اس سے حسد کیا' یعنی میں نے اس پر رشک کیا اور چاہا کہ وہ چیز صرف مجھے ہی ملے۔"

امام بغوی رحمہ اللہ اس کو کسی قیمتی چیز (نفیس) کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں کہ قیمتی چیزوں پر لوگ بخل کرتے ہیں اور انہیں حاصل کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ معمولی چیزوں کے برعکس، ہر کوئی اس قیمتی چیز کو اپنے لیے چاہتا ہے اور دوسروں کو دینے میں بخل کرتا ہے، جیسا کہ ابن جریر نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہی اصل میدان ہے مقابلے اور سبقت کا۔

اسی وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ اللہ کے قریب ہونے کے معاملے میں ایثار کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آدمی اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے پرواہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اذان اور نماز کی پہلی صف کے بارے میں ذکر کیا اور ان میں مقابلے کی بات کی۔ پھر اس کا حل صرف قرعہ اندازی میں نکلا۔ یہ قرعہ اندازی اس بات کی دلیل ہے کہ اس معاملے میں شدید مقابلہ ہے اور کوئی بھی اپنا حق چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ ہر کوئی اسے پوری طرح حاصل کرنا چاہتا ہے، جیسا کہ امام بغوی نے ذکر کیا کہ یہ کسی نفیس چیز کے بارے میں ہے جس کے لیے لوگ مقابلہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ" اس کا مطلب ہے کہ اس بیان کردہ رَحِیق (خالص شراب) کا آمیزہ تسنیم سے ہے، جو ایک مشروب ہے جسے تسنیم کہا جاتا ہے۔ یہ جنت والوں کا سب سے اعلیٰ اور بلند ترین مشروب ہے، جیسا کہ ابو صالح اور ضحاک نے بیان کیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا

الْمُقَرَّبُونَ"

یعنی مقربین اسے خالص پئیں گے، جبکہ اصحاب الیمین کے لیے اسے ملایا جائے گا، جیسا کہ ابن مسعود، ابن عباس، مسروق، قتادہ اور دیگر نے بیان کیا۔

تسنیم کو جنت والوں کا سب سے بلند مشروب قرار دیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ لفظ "تسنیم" کی اصل لغت میں بلندی اور رفعت ہے۔ مثال کے طور پر، اونٹ کے کوہان کو "سنام" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کے جسم کا سب سے اونچا حصہ ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: "اس کی چوٹی کا سب سے بلند مقام اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔"

پس، جو چیز بلند اور اونچی ہوتی ہے وہ بلندی اور رفعت سے ماخوذ ہے۔ تسنیم ایک ایسا چشمہ ہے جو سب سے بلند مقام سے نیچے کے درجوں تک بہتا ہے، یعنی جنت کے سب سے اعلیٰ حصے سے۔ اس تفسیر کی تائید امام ابن جریر رحمہ اللہ نے کی ہے۔

اسی آیت کے ضمن میں ایک اور تفسیر: یہ آیت سورت کے آغاز کی طرف لطیف اشارہ کرتی ہے۔ ابتداء میں جن لوگوں کا ذکر ہوا کہ وہ دنیا میں تطفیف (ناپ تول میں کمی) کے ذریعے مال جمع کرتے تھے، ان کے لیے قیامت کے دن ہلاکت (ویل) ہے۔

اور جب نیکوکاروں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ نعیم (نعمتوں) میں ہوں گے، اور ان کے لیے مشک سے ختم شدہ شراب جیسا پاکیزہ مشروب ہے، تو فرمایا کہ یہی وہ چیز ہے جس میں اہلِ ایمان کو باہم برتری کے لیے آگے بڑھنا چاہیے، نہ کہ دنیاوی حرص ولالچ میں، اور نہ ناپ تول کی خیانت میں۔

(الشنقيطي:8/463)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ (٢٧) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ تسنیم "جنت کا سب سے بلند اور اعلیٰ مشروب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ابرار (نیک لوگ) کا شراب تسنیم سے ملا ہوا ہو گا، جبکہ مقربین (اللہ کے خاص بندے) اسے خالص صورت میں پئیں گے۔

اس فرق کی وجہ اعمال کے درجے کے مطابق جزا ہے۔ چنانچہ جس طرح مقربین کے اعمال مکمل طور پر

اخلاص اور للّٰہیت سے بھرپور ہیں، ان کا مشروب بھی خالص رکھا گیا۔ اور جس طرح ابرار نے اپنی طاعات میں کچھ مباح امور شامل کیے، ان کا مشروب بھی ملا جلا (مزاج) رکھا گیا۔ یعنی جو اخلاص میں کامل ہوگا، اس کا اجر بھی خالص ہوگا، اور جو مخلوط ہوگا، اس کا اجر بھی ویسا ہی غیر خالص و ملاوٹ والا ہوگا۔

(ابن القیم:3/270)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (٢٩) وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (٣٠) وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ (٣١) وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ (٣٢) وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ (٣٣) فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (٣٤) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٣٥) هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (٣٦)"[سورۃ المطففین:29-36]

اللہ تعالیٰ ہمیں مجرموں کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں ایمان والوں پر ہنستے تھے، ان کا مذاق اڑاتے اور انہیں حقیر سمجھتے تھے۔ جب وہ ایمان والوں کے پاس سے گزرتے تو ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارے کرتے، یعنی مذاق اڑاتے۔

"وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ" یعنی جب یہ مجرم اپنے گھروں کو لوٹتے تو خوشی خوشی لوٹتے، جو کچھ چاہتے پاتے، مگر اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا نہ کرتے۔ بلکہ وہ ایمان والوں کا مذاق اڑانے، انہیں حقیر جاننے اور ان پر حسد کرنے میں لگے رہتے۔

ابن کثیر بیان کرتے ہیں: "وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ" جب وہ اپنے گھروں کو لوٹتے تو جو چاہتے پاتے، مگر شکر ادا نہ کرتے۔ یہ صفت یا بیان ضروری نہیں کہ مذاق اڑانے سے متعلق ہو؛ اس کا اس سے تعلق نہیں۔

یہاں "فَكِهِينَ" کا مطلب ہے کہ وہ جو چاہتے تھے پاتے تھے۔ ابن جریر نے اس کی تفسیر آسانی اور عیش و عشرت میں زندگی گزارنے اور خود پسندی کے طور پر کی ہے۔ بعض علماء نے اس کو پچھلی آیت سے جوڑا ہے کہ جب وہ ایمان والوں کو دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے، اور جب اپنے گھروں کو لوٹتے تو ایمان والوں کا تذکرہ کرتے، ان کی

عزت پر حملے کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے۔

آیت "وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ" سے مراد ہے کہ وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے اور اپنے گھروں میں بھی ان کا مذاق اڑاتے رہتے۔

قرأت حفص، جو ہمارے ہاں رائج ہے، میں "فَكِهِينَ" ہے، جبکہ دوسری قراءت میں "فَاكِهِينَ" ہے۔ کیا "فَكِهِينَ" اور "فَاكِهِينَ" کا معنی ایک ہی ہے؟

"ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ يَتَمَطَّى" [سورة القيامة: 33] لفظ "فَاكِه" اس شخص کو کہتے ہیں جو عیش و عشرت میں زندگی گزار رہا ہو، جبکہ "فَكِه" اس شخص کو کہتے ہیں جو سرکش اور متکبر ہو۔

آیت "وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ" ان کفار کی یہی صفات بیان کرتی ہے۔ یہ صفات رسولوں کے دشمنوں کی خاصیت ہیں۔ رسولوں کے پیروکار عموماً کمزور اور مظلوم ہوتے ہیں، جبکہ دشمن عموماً متکبر اور عیش پسند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ" [سورة المزمل:11]

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ" یعنی جب وہ ایمان والوں کو دیکھتے تو کہتے: "یقیناً یہ لوگ تو گمراہ ہیں۔" اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان کے دین پر نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے: "وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ" یعنی کفار کو اس بات کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا کہ وہ ایمان والوں کے اعمال اور اقوال کی نگرانی کریں۔ پھر وہ کیوں ان کے پیچھے پڑے رہتے اور انہیں اپنی ہنسی مذاق کا نشانہ بناتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (١٠٨) إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (١٠٩) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ (١١٠) إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ

الْفَائِزُونَ (١١١)"[سورۃ المؤمنون:108-111]

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ"یعنی کیا آج کفار کو ان کے کیے کا پورا اور مناسب بدلہ نہیں دیا گیا؟ جواب ہے: ہاں، انہیں سب سے سخت اور مکمل سزا دی گئی۔

آیت"هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ"ایک استفہامِ تقریری ہے، یعنی: کیا انہیں مناسب اور عبرت ناک بدلہ مل گیا؟ جواب ہے: ہاں، وہ آگ میں داخل کر دیے گئے جبکہ ایمان والے صوفوں پر بیٹھے انہیں دیکھ رہے ہیں اور ان پر ہنس رہے ہیں۔

❖ "ثُوِّبَ"کا لفظ"ثواب"اور"جزاء"سے نکلا ہے، یعنی بدلہ یا جزا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ یعنی: وہ اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹتے ہیں مسرور اور مغرور ہو کر۔ یہ ان کے غرور کی انتہائی حالت ہے انہوں نے سخت برائی اور امن کے دھوکے کو جمع کیا۔ وہ ایسے مطمئن ہیں گویا ان کے پاس اللہ کا کوئی تحریری عہد یا ضمانت ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں۔ انہوں نے خود ہی اپنے لیے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہدایت پر ہیں اور ایمان والے گمراہ ہیں— یہ سب اللہ پر بہتان باندھنا اور بغیر علم کے کلام کرنا ہے۔

(السعدي:916)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ یعنی: وہ مسہریوں پر بیٹھے ہوں گے اور جنت کی نعمتوں، نہروں، حوروں اور خداموں کو دیکھ رہے ہوں گے، ان کی مشغولیت صرف لذت و راحت کے مناظر میں ہو گی۔

امام قشیری فرماتے ہیں:

اللہ نے "نظر کرنا" تو ذکر فرمایا لیکن "منظور" (جس کی طرف دیکھا جا رہا ہے) بیان نہیں کیا تاکہ اشارہ ہو کہ دیکھنے والوں کے مناظر مختلف ہوں گے: کچھ اپنوں کے محلات دیکھ رہے ہوں گے، کچھ اپنی حوروں یا باغات کو، اور خواص بندے ہمیشہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، جیسے فجار ہمیشہ اپنے رب سے

حجاب میں رہیں گے۔

(البقاعي:21/327)

## فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات

1) یعنی لینے اور دینے کے الگ الگ پیمانے رکھنا اور اس طرح ڈنڈی مار کر ناپ تول میں کمی کرنا، بہت بڑی اخلاقی بیماری ہے، جس کا نتیجہ دین اور آخرت میں تباہی ہے۔ ایک حدیث ہے، جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔

2) سِجِّيْن بعض کہتے ہیں سِجْن (قید خانہ) سے ہے، مطلب ہے کہ قید خانہ کی طرح ایک نہایت تنگ مقام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ زمین کے سب سے نچلے حصے میں ایک جگہ ہے، جہاں کافروں، ظالموں اور مشرکوں کی روحیں اور ان کے اعمال نامے جمع اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اسی لئے آگے اسے لکھی ہوئی کتاب قرار دی ہے۔

3) یعنی اس کا گناہوں میں مصروفیت اور حد سے تجاوز اتنا بڑھ گیا کہ اللہ کی آیات سن کر ان پر غور و فکر کرنے کے بجائے، انہیں اگلوں کی کہانیاں بتلاتا ہے۔

4) ان کے برعکس اہل ایمان رویئت باری تعالی سے مشرف ہوں گے۔

5) یعنی اہل ایمان کا ذکر کر کے خوش ہوتے اور دل لگیاں کرتے۔ دوسرا مطلب یہ کہ جب اپنے گھروں میں لوٹتے تو وہاں خوشحالی اور فراغت ان کا استقبال کرتی اور جو چاہتے وہ انہیں مل جاتا، اس کے باوجود انہوں نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ اہل ایمان کی تحقیر کی اور ان پر حسد کرنے میں ہی مشغول رہے (ابن کثیر)

# گیارھواں حصہ

(سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

## گیارھواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

آخر میں، ہم ہر سورۃ سے سیکھے جانے والے اسباق پر گفتگو کریں گے۔ یہ اسباق—جو کل چار ہزار سے زائد ہیں— عملی نوعیت کے ہیں اور ہمیں قرآن کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں نافذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اسباق ارشد بشیر مدنی کی کتاب "اہداف واسباق قرآن" سے لیے گئے ہیں۔

## بعض موضوعات

- ❖ مطففین کو قیامت کے عذاب کے ذریعہ سے تنبیہ (1-6)
- ❖ فجار اور قیامت کے دن ان کی سزا کا بیان (7-17)
- ❖ ابرار اور ان کا جنت میں انعامات کا تذکرہ (18-28)
- ❖ دنیا میں مجرمین کا مومنوں کے معاملہ اور آخرت میں مجرمین کو اسی جنس سے بدلہ (29-36)

## بعض اسباق

- ❖ آج مسلمانوں کا میڈیا کے بعض گوشے مذاق اڑا رہے ہیں اور تہمتیں ڈال کر ذریعہ معیشت بنا کر اور بے وقوف بنا کر خوب مزہ لیتے ہیں، مسلمانوں پر اور اسلام پر بے جا اعتراضات کر کے ٹھٹھا اڑانا اور غلط القاب سے موسوم کرنا ان کی عادت سے بن گئی ہے۔ ایسے وقت مین یہ سورہ تسلی کا ذریعہ ہے۔
- ❖ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ان کے لیے ویل کی وعید سنائی گئی ہے۔
- ❖ سجین اور علیین کیا ہے بتایا گیا (انسان کا برا عمل سجین (زمین کے نیچے) میں جاتا ہے جب کہ نیک عمل علیین (آسمان کے اوپر) میں، اور روح انسانی برزخ میں چلی جاتی ہے (23:100)۔ اور بعض علماء نے یہ بھی صراحت کی بعض تابعین کے اقوال کی بنیاد پر کہ اَعمال اور روحیں بھی ان مقامات پر پہنچائی جاتی ہیں فجار کی روحین سجین میں اور ابرار کی روحیں علیین میں واللہ اعلم
- ❖ جنت میں ابرار اعلی درجہ کا مشروب جس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی اس کو نوش فرمائیں گے۔ جبکہ

مقربین ڈائیرکٹ تسنیم سے پیئیں گے۔

❖ چشمہ کئی ہوں گے لیکن اعلی درجہ کا چشمہ تسنیم ہوگا۔

❖ جنت کے داخلہ میں سب برابر ہیں لیکن داخل ہونے کے بعد اپنے اعمال کے مطابق مراتب پائیں گے۔

❖ ایک مومن کو چاہیے کہ جس طرح وہ اپنے حق کو پورا لینا چاہتا ہے اسی طرح دوسروں کے حق کو بھی برابر دینے والا بنے، کمال ایمان کی علامت یہ ہے کہ اپنے لیے جو پسند کرتا ہو وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔

❖ لوگوں کا ناپ تول میں کمی کرنا ان کے آخرت کے ایمان میں کمی کی علامت ہے، مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ ان سارے برے اعمال سے بچ کر آخرت اور اپنی موت کے لیے تیار رہے۔

❖ كلا ان كتاب الفجار لفي سجين۔۔۔ کفار و منافقین فاسقین کے نام سجین میں لکھے جائیں گے اور ان کے برے اعمال کی بنیاد پر ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔

❖ یہ لوگ آخرت اور قرآن مجید کو جھٹلا رہے ہیں جبکہ نشانیاں اور دلائل اس کے حق میں ہونے کو ثابت کر رہے ہیں۔

❖ آخرت کے دن کو جھٹلانے والوں کو تین قسم کے عذابات دیے جایں گے 1۔ عذاب جحیم 2۔ ڈانٹ اور ملامت کا عذاب 3۔ رب العالمین کے دیدار سے محرومی کا عذاب۔

❖ جب آدمی حق سے دوری اختیار کرتا ہے تو اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

❖ كلا انهم عن ربهم لمحجوبون۔۔۔ آیت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ مومنین کل قیامت میں جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرینگے، ساری نعمتوں سے بڑھ کر مومنین کو اس وقت لذت ملے گی جب وہ اپنے پروردگار کا دیدار کرینگے۔

❖ ان آیات میں گناہ سے بچنے کی تعلیم دی گئی کیونکہ گناہ سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا نور بجھ جاتا ہے۔ اور اس کی بصیرت مر جاتی ہے، حق اور باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، حق کو باطل سمجھنے لگتا ہے اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے۔

- نیک لوگوں کے نام علیین میں لکھے جائیں گے جس کے پاس اللہ کے مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
- نیک لوگوں کے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے۔
- مومنوں کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال میں سبقت کریں تا کہ وہ جنت میں اونچے سے اونچے مقام پانے والے بنیں۔
- مجرموں کو اپنے ہر جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔
- مومنین کل قیامت میں ہر قسم کی راحت میں ہونگے۔
- آخرت پر عقیدہ کمزور ہو تو عملی برائی جنم لیتی ہے، مثال کے طور پر ناپ تول میں کمی کا ذکر آیا دراصل اس میں selfishness اور sadistic pleasure کا معنی آتا ہے طمع، لالچ، حرص اور حسد۔(اس میں جہاں لالچ اور حسد کا مرض کارفرما ہوتا ہے وہیں آخرت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ بھی اثر رکھتی ہے۔)
- اسلام کا اصول ہے "لا ضرر ولا ضرار/ لا تظلمون و لا تظلمون "(نہ نقصان پہنچاؤ نہ نقصان اٹھاؤ نہ ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ).

## مناسبت / لطائف التفسیر

- سورہ انفطار میں ابرار اور فجار کا ذکر آیا، سورہ مطففین مکمل ابرار اور فجار کے نامہ اعمال کی تفصیلات پر ہے، کہ ابرار اور فجار کا انجام کیا ہوگا۔
- سورہ مطففین میں نامہ اعمال کا ذکر ہے جب کہ انشقاق میں مزید تفصیلات بتائی گئی کہ نامہء اعمال کیسے دئے جائیں گے، اور اس ان کی حالت کیا ہوگی۔

## منتخب آیات اور حدیث برائے حفظ و تذکیر و تدبر

**آیت 1**: قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

٦ المطففين

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں۔ اس عظیم دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

**حديث:**أقبل علينا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فقال يا معشرَ المهاجرين خمسُ خِصالٍ إذا ابتليتم بهنَّ وأعوذُ باللهِ أن تدركوهنَّ لم تظهَرِ الفاحشةُ في قومٍ قطُّ حتَّى يُعلِنوا بها إلَّا فشا فيهم الطَّاعون والأوجاعُ الَّتي لم تكُنْ مضت في أسلافِهم الَّذين مضَوْا ولم ينقُصوا المكيالَ والميزانَ إلَّا أُخِذوا بالسِّنين وشدَّةِ المؤنةِ وجوْرِ السُّلطانِ عليهم ولم يمنَعوا زكاةَ أموالِهم إلَّا مُنِعوا القطْرَ من السَّماءِ ولولا البهائمُ لم يُمطَروا ولم يَنقُضوا عهدَ اللهِ وعهدَ رسولِه إلَّا سلَّط اللهُ عليهم عدوًّا من غيرِهم فأخذوا بعضَ ما في أيديهم وما لم تحكُمْ أئمَّتُهم بكتابِ اللهِ تعالَى ويتخيَّروا فيما أنزل اللهُ إلَّا جعل اللهُ بأسَهم بينهم-[37]

ترجمہ: اے جماعت مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو۔ اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط مصائب اور بادشاہوں (حکمرانوں) کے ظلم و ستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں پھر وہ انکے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلمان حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کر لیتے ہیں (اور باقی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

---

[37] (صحيح الترغيب والترهيب:1761)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلاً فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ[38]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں سب سے برے تھے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: «ويل للمطففين» ”خرابی ہے کم تولنے والوں کے لیے الخ“ اتاری اس کے بعد وہ ٹھیک ناپنے لگے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ـ رضى الله عنهما ـ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ ".[39]

❖ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس دن آدمی اپنے پسینے میں ڈوبا ہو گا جو اسکے کانوں تک ہو گا۔

حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الأَسْوَدِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ " . قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ أَمَسَافَةَ الأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ . قَالَ " فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا " . قَالَ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ .[40]

مقداد بن اسود (رض) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

38 (السنن ابن ماجة:2308)

39 (الصحيح للبخاري:4938)

40 (الصحيح لمسلم:2864)

فرماتے ہیں قیامت کے دن سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہو جائے گا سلیم بن عامر کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مراد ہے زمین کی مسافت کا میل مراد ہے یا سلائی جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے آپ نے فرمایا لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق تک پسینہ میں غرق ہوں گے اور ان میں سے کچھ لوگوں کے گھٹنوں تک پسینہ ہو گا اور ان میں سے کسی کی کمر تک اور ان میں سے کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہو گی راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ:"إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ ، صُقِلَ قَلْبُهُ ، فَإِنْ زَادَ زَادَتْ ، فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ سورة المطففين آية ١٤" . [41]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ (داغ) لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے، باز آجائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر وہ (گناہ میں) بڑھتا چلا جائے تو پھر وہ دھبہ بھی بڑھتا جاتا ہے، یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے: «كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون» ”ہرگز نہیں بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو وہ کرتے ہیں“ (سورۃ المطففین: 14)“۔

ان گیارہ حصوں کے ذریعے، اس سلسلے کا مقصد ہمیں قرآن سے بامعنی طور پر جوڑنا ہے۔ یہ روایتی علم کو جدید بصیرت کے ساتھ یکجا کرتا ہے، جو ہمیں اس کے لازوال پیغام پر غور و فکر کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ سفر ہمیں ترغیب دینے، تعلیم دینے اور اللہ کے قریب کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

---

41 (السنن ابن ماجة:4244)

# بارہواں حصہ

## عمومی معلومات

مختلف مباحث وعناوینِ سورہ پر سیر حاصل معلومات اور سورۃ سے متعلق مخالف اسلام اسرائیلیات پر رد وموضوع اَحادیث وغیر منجبر ضعیف اَحادیث پر رد اور رد باطل عقائد ونظریات وشبھات در لغت واسلامی موضوعات اور اسی طرح جدید ریسرچ پر مبنی شبہات کا تفصیلی رد

سورۃ المطففین

15-عن أبي هريرة: "الفلق: جب في جهنم . . ."

النص العربي:

(("الفلق: جب في جهنم مغطى، وأما سجين فمفتوح"))

- ❖ یہ حدیث غریب اور منکر ہے، صحیح نہیں۔
- ❖ (المطففین:8)

ترجمہ:"الفلق: جہنم میں ایک کنواں ہے جو ڈھانپا ہوا ہے، اور سِجّین کھلا ہوا ہے۔"

ختم شد (ابن کثیر نے جن اسانید کو ضعیف کہا)

## اسرائیلی روایات (اسرائیلیات) کی تردید

سورۃ المطففین سے متعلق بعض اسرائیلی روایات، خاص طور پر سِجّین اور عِلّیین کی نوعیت کے بارے میں، اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ ان روایات کی مثالیں درج ذیل ہیں:

مخالفت کی مثالیں:

- ❖ سِجّین کی نوعیت:
- ❖ بعض اسرائیلیات سِجّین کو جہنم میں ایک جگہ قرار دیتی ہیں جہاں نافرمان فرشتوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن سِجّین کو بدکاروں کے اعمال کا ریکارڈ بتاتا ہے جو زمین کی نچلی تہہ میں محفوظ ہے (القرآن 83:7-9)۔
- ❖ تردید: قرآن خود وضاحت فراہم کرتا ہے کہ سِجّین کا تعلق بدکاروں کے اعمال سے ہے، نہ کہ فرشتوں

کے قید خانے سے۔ اسلامی مصادر کی روشنی میں ایسی روایات کی کوئی سند نہیں۔

## جدید شبہات و اعتراضات کی تردید

### ردِّ شبہات 1: مذہب کے بغیر اخلاقیات

- بعض کا دعویٰ ہے کہ تجارتی دیانتداری جیسے اصول مذہب کے بغیر بھی موجود ہو سکتے ہیں۔
- تردید: اسلام جوابدہی کا جامع نظام فراہم کرتا ہے جو اخلاقی اعمال کو ابدی نتائج سے جوڑتا ہے (83:4-6)۔ یہ انصاف کے اعلیٰ معیار کی ضمانت دیتا ہے۔

### ردِّ شبہات 2: مومنین کا مذاق اڑانا

- بعض جدید مفکرین مذہبی افراد کا مذاق اڑانے کو "آزادی اظہار" سمجھتے ہیں۔
- تردید: قرآن (83:29-32) مومنین کے مذاق کی مذمت کرتا ہے اور جوابدہی کی یاد دلاتا ہے۔ آزادی اظہار دوسروں کی عزت نفس کو مجروح نہیں کر سکتی، یہ اصول اسلامی اخلاقیات کا حصہ ہے۔

### ردِّ شبہات 3: معاشی انصاف میں خواتین کا کردار

- بعض ناقدین سورۃ المطففین میں تجارت کے سیاق میں خواتین کے ذکر نہ ہونے پر سوال اٹھاتے ہیں۔
- تردید: قرآن اپنی اخلاقی ہدایات میں صنف سے قطع نظر تمام افراد کو مخاطب کرتا ہے۔ عمومی خطاب (مثلاً 83:1-3) مرد و خواتین دونوں کو یکساں شامل ہے، کیونکہ اسلام ہر معاملے میں انصاف کا حامی ہے۔

## طلبہ و طالبات کے لئے 3 اسائنمنٹ

**نوٹ**: بچوں اور بڑوں کے لیے 3 اسائنمنٹس

1) بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر کا گروپ: 8-12 سال)

2) بالغوں کے لیے اسائنمنٹ

## بچوں کے لیے اسائنمنٹس (عمر: 8-12 سال)

اسائنمنٹ 1: سورۃ المطففین کے اہم موضوعات کو سمجھنا

1) مقصد: تجارت میں دیانت داری کے پیغام اور دھوکہ دہی کے نتائج کو سیکھنا۔

2) کام:

- سورۃ المطففین (83:1-6) ترجمے کے ساتھ پڑھیں۔
- تین جملے لکھیں کہ تجارت میں دھوکہ دینا کیوں غلط ہے۔
- دو دکان کی تصویر بنائیں: ایک جو دھوکہ دیتا ہے اور ایک جو ایماندار ہے۔ ان کے اعمال کو لیبل کریں۔

## اسائنمنٹ 2: دیانت داری اور جوابدہی کو دریافت کرنا

1) مقصد: اسلام میں جوابدہی کی سمجھ پیدا کرنا۔

2) کام:

- ایک مختصر کہانی (50-100 الفاظ) لکھیں جس میں ایک بچہ گمشدہ بٹوا پاتا ہے اور اسے واپس کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔
- اس کہانی کا سورۃ المطففین کے انصاف اور دیانت کے سبق سے تعلق بیان کریں۔

## اسائنمنٹ 3: نیک لوگوں کے انعامات

1) مقصد: سورۃ میں بیان کردہ نیک لوگوں کے لیے جنت کے انعامات کو سمجھنا۔

2) کام:

- ❖ سورۃ المطففین (83:22-28) حفظ کریں۔
- ❖ ایک نیک عمل لکھیں جو آپ روزانہ کر سکتے ہیں تا کہ نیک لوگوں میں شامل ہو سکیں۔

## بڑوں کے لیے اسائنمنٹس

### اسائنمنٹ 1: معاشی انصاف پر غور و فکر

1) مقصد: تجارت اور کاروبار میں انصاف کی اہمیت کو سمجھنا۔

2) کام:

- ❖ سورۃ المطففین (83:1-6) تفسیر کے ساتھ پڑھیں۔
- ❖ ایک مضمون (300-500 الفاظ) لکھیں جس میں ان آیات کی جدید کاروباری اخلاقیات میں اہمیت پر بحث ہو۔
- ❖ تجارت میں بد دیانتی کی حقیقی مثالیں شامل کریں اور بتائیں کہ اسلامی اصول ان کا حل کیسے پیش کرتے ہیں۔

### اسائنمنٹ 2: سِجّین اور عِلِّیّین کا تقابل

1) مقصد: بدکاروں اور نیک لوگوں کے درمیان فرق کو گہرائی سے سمجھنا۔

2) کام:

- ❖ سِجّین (83:7-9) اور عِلِّیّین (83:18-21) کے معنی پڑھیں۔
- ❖ ایک تقابلی چارٹ بنائیں جس میں سورۃ میں بیان کردہ فجار (بدکار) اور ابرار (نیک) کی خصوصیات اور نتائج درج ہوں۔
- ❖ 200 الفاظ میں لکھیں کہ انسان ابرار میں شامل ہونے کے لیے کیسے کوشش کر سکتا ہے۔

## اسائنمنٹ 3: یوم حساب پر جوابدہی

1) مقصد: آخرت کے تناظر میں اعمال کے نتائج پر غور کرنا۔

2) کام:

- ❖ سورۃ المطففین (83:29-36) متعلقہ احادیث کے ساتھ پڑھیں۔
- ❖ ایک تفصیلی جرنل انٹری (300 الفاظ) لکھیں جس میں بیان کریں کہ یہ آیات ذاتی جوابدہی کے جذبے کو کیسے ابھارتی ہیں۔
- ❖ یوم حساب کی تیاری کے لیے عملی اقدامات شامل کریں۔

یہ اسائنمنٹس بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے تیار کی گئی ہیں، تاکہ سورۃ المطففین کے موضوعات سے عمر کے مطابق تعلق اور اخلاقی وروحانی نشوونما کو فروغ دیا جاسکے۔

## آرٹیکل نمبر 1

### بیوع کے چند آداب

1- طلب رزق میں صبح سویرے جانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (سنن أبي داود:2606)

2- خرید وفروخت میں نرمی کا حکم دیا گیا ہے۔ (صحیح الجامع:3495)

3- قرض میں لکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (البقرہ:282)

4- ناپ تول میں کمی کے خلاف دھمکی دی گئی ہے۔ (المطففین:1)

5- تجارت میں داخلے سے پہلے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ (صحیح الترغیب:72)

6- بیع مندرجہ ذیل طریقوں سے منعقد ہوتی ہے:

أ. بائع کا زبان سے ادا کرنا اور مشتری کا حاصل کرنا

ب. مشتری کا زبان سے ادا کرنا اور بائع کا دینا

ت. بائع اور مشتری کا ایک دوسرے کو حوالے کرنا (صحیح فقہ السنّۃ:257-260)

7- لکھ کر دینے لینے میں بیع قائم ہوگی۔ (صحیح فقہ السنّہ:257-260)

8- اشارے سے بھی بیع منعقد ہوگی۔ (صحیح فقہ السنّہ:257-260)

9- لکھنے والا اجرت لے سکتا ہے۔ (تفسیر قرطبی:3/382-383)

10- لکھنے والے کی اجرت بائع دے گا۔ (تفسیر قرطبی:9/260)

## آرٹیکل نمبر:2

### بیوع سے متعلق بعض آیات واَحادیث برائے حفظ وتدبر

### آیات البیوع

حلّ التّجارة وتحريم أكل أموال الناس بالباطل

١. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا- وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا-( ٢٩-٣٠ ) سورة النساء

اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے ہو خرید وفروخت، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

O you who have believed, do not consume one another's wealth unjustly but only [in lawful] business by mutual consent. And do not kill yourselves [or one another]. Indeed, Allah is to you ever Merciful. And whoever does that in aggression and injustice - then We will drive him into a Fire. And that, for Allah, is [always] easy.

١ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (١٨٨) سورة البقرة

اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا کر لیا کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

And do not consume one another's wealth unjustly or send it [in bribery] to the rulers in order that [they might aid] you [to] consume a portion of the wealth of the people in sin, while you know [it is unlawful].

١ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ( ٢ ) سورة النساء

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

And give to the orphans their properties and do not substitute the defective [of your own] for the good [of theirs]. And do not consume their properties into your own. Indeed, that is ever a great sin.

١ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّـهِ حَسِيبًا ( ٦ ) سورة النساء

اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزماتے رہو پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں

میں تباہ نہ کر دو، مال داروں کو چاہیئے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنالو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

And test the orphans [in their abilities] until they reach marriageable age. Then if you perceive in them sound judgement, release their property to them. And do not consume it excessively and quickly, [anticipating] that they will grow up. And whoever, [when acting as guardian], is self-sufficient should refrain [from taking a fee]; and whoever is poor - let him take according to what is acceptable. Then when you release their property to them, bring witnesses upon them. And sufficient is Allah as Accountant.

١ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا
( ١٠ ) سورة النساء

جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔

Indeed, those who devour the property of orphans unjustly are only consuming into their bellies fire. And they will be burned in a Blaze.

## تحريم الرِّبـا

١. الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّـهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّـهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. يَمْحَقُ اللَّـهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّـهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ. فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّـهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ. وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. ( ٢٧٥ - ٢٨٠ ) سورة البقرة

سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ ﴿حرام کی طرف﴾ لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا بے شک جو لوگ ایمان کے ساتھ ﴿سنت کے مطابق﴾ نیک کام کرتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب تعالیٰ کے پاس ہے، ان پر نہ تو کوئی خوف ہے، نہ اداسی اور غم؛ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم میں علم ہو۔

Those who consume interest cannot stand [on the Day of Resurrection] except as one stands who is being beaten by Satan into insanity. That is because they say, "Trade is [just] like interest." But Allah has permitted trade and has forbidden interest. So whoever has received an admonition from his Lord and desists may have what is past, and his affair rests with Allah. But whoever returns to [dealing in interest or usury] - those are the companions of the Fire; they will abide eternally therein. Allah destroys interest and gives increase for charities.

And Allah does not like every sinning disbeliever. Indeed, those who believe and do righteous deeds and establish prayer and give zakah will have their reward with their Lord, and there will be no fear concerning them, nor will they grieve. O you who have believed, fear Allah and give up what remains [due to you] of interest, if you should be believers. And if you do not, then be informed of a war [against you] from Allah and His Messenger. But if you repent, you may have your principal - [thus] you do no wrong, nor are you wronged. And if someone is in hardship, then [let there be] postponement until [a time of] ease. But if you give [from your right as] charity, then it is better for you, if you only knew.

٢. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّـهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (١٣٠) سورة آل عمران

اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے۔

O you who have believed, do not consume usury, doubled and multiplied, but fear Allah that you may be successful.

## احاديث البيـــوع

١. عن رافع بن خديج و عبدالله بن عمر: أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل: أيُّ الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور . ﴿صحيح الجامع : ١٠٣٣﴾

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ کونسا کسب پاکیزہ یعنی افضل ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جو مقبول یعنی شرعی اصول و قواعد کے مطابق ہو۔

It was narrated from Rifa'a bin Rafe that Prophet (pbuh) was asked. Which profession is best? He replied, which is done by his hands. And every business of should be blessed.

٢. وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرم بيع الخمر، والميتة، والخنزير، والأصنام، فقيل: يا رسول الله ! أرأيت شحوم الميتة، فإنها تُطلى بها السفن، وتدهن بها الجلود، ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا، هو حرام، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك: قاتل الله اليهود، إن الله تعالى لما حرم عليهم شحومها جملوه، ثم باعوه فأكلوا ثمنه .﴿صحيح البخاري : ٢٢٣٦، صحيح مسلم : ١٥٨١﴾

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتح کے سال جب کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ میں تھے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب مردار سور اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام کیا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مردار کی چربی کا کیا حکم ہے وہ کشتیوں پر ملتے ہیں اور کھالوں پر روغن چڑھاتے ہیں اور اس سے لوگ چراغ روشن کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس وقت فرمایا اللہ یہود کو تباہ کرے اللہ نے جب ان پر چربی حرام کی تو ان لوگوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔

It was narrated from Jabir bin 'Abdullah that he heard the Messenger of Allah say, when he was in Makkah during the Year of the Conquest: "Allah and His Messenger have forbidden the sale of wine, dead animals, pigs and idols." It was said: "O messenger of Allah, what do you thing about the fat of the dead animal, for ships are caulked with it, skins are daubed with it and people use it in their lamps." He said: "No, it is Haram." And the Messenger of Allah then said: "My Allah curse the Jews, for when Allah, the Mighty and Sublime, forbade the meat (of dead animals) to them, they melted it down and sold it, and consumed its price."

٣. وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة، وعن بيع الغرر. ﴿رواه مسلم: ١٥١٣﴾

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کنکری کی بیع سے اور دھوکہ کی بیع سے۔

It was narrated that Abu Hurairah said: "The Messenger of Allah forbade Gharar transaction and Hasah transactions."

٤. وعن جابر رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن المحاقلة، والمزابنة، والمخابرة، وعن الثُّنْيَا إلا أن تُعلم. ﴿صحيح النسائي: ٣٨٨٩، ٤٦٤٧﴾

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی۔ محاقلت، مزابنت اور مخابرت سے اور ممانعت فرمائی استثناء سے لیکن جس وقت اس کی مقدار معلوم ہو (یعنی تمام غلہ یا پھل وغیرہ جس کو فروخت کرتا ہے اس کا اندازہ معلوم ہو پھر جس قدر نکالنا ہے وہ بھی معلوم ہو)۔

It was narrated from Jabir that: the Prophet forbade Muhaqalah, Muzahanah, Mukhabarah and selling with an exception unless it is defined.

٥. وعن أنس قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة والمخاضرة والملامسة والمنابذة والمزابنة. ﴿رواه البخاري: ٢٢٠٧﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

Narrated Anas bin Malik: Allah's Messenger forbade Muhaqala, Mukhadara, Mulamasa, Munabadha and Muzabana. (See glossary and previous Hadiths for the meanings of these terms.)

٦. وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الربا ثلاثة وسبعون باباً، وأيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه. ﴿صحيح الجامع: ٣٥٣٩﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے تہتر باب ہیں (یعنی تہتر گناہوں کے برابر ہے)، اور ان میں سب سے کم ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرلے۔

It was narrated from Abu Hurairah that the Messenger of Allah said: "There are seventy degrees of usury, the least of which is equivalent to a man having intercourse with his mother."

٧. وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تَبيعوا الذَّهبَ بالذَّهبِ، إلَّا مِثلًا بِمِثلٍ، ولا تُشِفُّوا بعضَها على بعضٍ، ولا تبيعوا الوَرِقَ بالوَرِقِ، إلَّا مِثلًا بمثلٍ، ولا تُشِفُّوا بعضَها على بَعضٍ، ولا تَبيعوا منها غائبًا بناجِزٍ. ﴿صحيح البخاري : ٢١٧٧﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے کے عوض سونا نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر ہو اور ایک کو دوسرے سے کم یا زیادہ کرکے نہ بیچو اور ادھار کو نقد کے عوض نہ بیچو۔

Abu Salid al-Khudri reported Allah's Messenger as saying: Do not sell gold for gold, except like for like, and don't increase something of it upon something; and don't sell silver unless like for like, and don't increase some thing of it upon something, and do not sell for ready money something to be given later.

٨. وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله عز وجل: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حراً فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيراً فاستوفى منه ولم يعطه أجره. ﴿رواه البخاري : ٢٢٢٧﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک وہ جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر توڑ دے دوسرے وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی تیسرے وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا کام پورا کیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔

Abu Hurairah (May Allah be pleased with him) reported: The Prophet said, "Allah, the Exalted, says: 'I will contend on the Day of Resurrection against three (types of) people: One who makes a covenant in My Name and then breaks it; one who sells a free man as a slave and devours his price; and one who hires a workman and having taken full work from him, does not pay him his wages."'

٩. وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه . ﴿رواه ابن ماجه : ١٩٩٥﴾

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل دے دو۔

It was narrated from 'Abdullah bin 'Umar that the Messenger of Allah said: "Give the worker his wages before his sweat dries."

## آرٹیکل نمبر 3

### حلال وحرام کی پہچان

1. تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں۔(بقرہ:29)
2. تحلیل وتحریم اللہ ہی کا حق ہے۔(شوریٰ:21)
3. حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا شرک کی قبیل سے ہے۔(مائدہ:87)
4. حرام چیزیں باعثِ ضرر ہیں۔(بقرہ:219)
5. 'حلال'حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے۔(نساء:26-28)
6. جو چیز حرام کا باعث بنے وہ بھی حرام ہے۔(ابن ماجہ:3385)

7. حرام کے لیے حیلہ سازی بھی حرام ہے۔(ابن ماجہ:3385)
8. نیک نیتی حرام کو حلال نہیں کرتی۔(مسلم:1015)
9. حرام میں مبتلا ہو جانے کے اندیشے سے مشتبہات سے بچنا۔(بخاری:52، مسلم:1599)
10. حرام سب کے لیے حرام ہے۔(بخاری:6788، مسلم:1688)
11. ضرورتیں محظورات کو مباح کر دیتی ہیں۔(بقرہ:173)

## تعریفِ حلال، حرام اور مکروہ

حلال: مباح یا غیر ممنوع وہ ہے جس کے کرنے کی شارع نے اجازت دی ہو۔

حرام: وہ جس کی شارع نے قطعی طور پر ممانعت کی ہو اور جس کی خلاف ورزی کرنے والا آخرت میں سزا کا مستحق ہو اور بعض صورتوں میں دنیا میں بھی اس کے لیے سزا مقرر ہو۔

مکروہ: وہ جس سے شارع نے روکا ہو لیکن سختی کے ساتھ اس کی ممانعت نہ کی ہو ' یہ درجہ میں حرام سے کم تر ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والا اس سزا کا مستحق نہیں ہوتا جس سزا کا مستحق حرام کا ارتکاب کرنے والا ہوتا ہے، البتہ اس کی مسلسل خلاف ورزی اور بے وقعتی کرنے والا سخت مأخوذ ہیں۔

## آرٹیکل نمبر 4

## اسلام کی خدمت کے لئے مالداروں کی قربانیاں

### عناصرِ خطبہ:

### تمہید

مالداروں کے لئے قیمتی ہدایات

دس مالدار صحابہ اور ان کی اسلامی خدمت وسخاوت

- حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
- حضرت انس رضی اللہ عنہ

سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی مراجع و مصادر

اسلام کی اشاعت راہ میں جہاں علمائے دین کی صلاحیتیں، وقت، محنت اور قربانیوں نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے وہیں اہل ثروت افراد کا Contribution بھی ناقابلِ فراموش رہا ہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ مشکل حالات میں اہلِ ثروت اصحاب نے دین کی راہ میں اپنا مال بے دریغ لٹایا، جب بھی غزوات اور جنگوں کا معاملہ پیش آیا تو مالدار صحابہ نے اپنا سرمایہ پیش کر دیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فقر و فاقہ کا وقت آیا تو مالدار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام اور اہلِ اسلام کی خوب مدد کی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کے بعد تابعین، تبع تابعین نیز بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانے میں جب جب مسلمانوں کو مال کی ضرورت پڑی، مسجدیں بنانے کی ضرورت پڑی، مدرسے اور سرایے بنانے کی ضرورت پڑی، ہسپتال بنانے کی ضرورت پڑی یا پھر کسی کے لئے گھر بنانے کی ضرورت پڑی تو علماء کرام کی علمی خدمات اور رہنمائیوں کے ساتھ ساتھ مالداروں کی سخاوت و فیاضی نے بھی بہت زیادہ خدمات انجام دی ہے۔ چاہے وہ اسپین کی وادیاں ہوں یا قیروان کی بستیاں ہوں، تیونشیاء میں پائی جانے والی خاتون کا مہر ہو یا پھر سعودی عرب میں خاتون کی تعمیر کردہ نورہ یونیورسٹی ہو، دبئی میں قائم کئے جانے والا المنار سینٹر ہو (جس کو ایک خاتون نے قائم کیا ہے) یا قطر کے علمی فاونڈیشن ہو یا پھر حیدر آباد دکن کا معاملہ ہو، ہر دور میں ہر مقام پر اگر علماء نے اس دین کی خدمت کے لئے نمایاں رول انجام دیا ہے تو ساتھ ساتھ مالداروں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کبھی مالدار خاتون نے اپنا مال لگا دیا، کبھی مالدار بچہ نے اپنا مال لگا دیا، کبھی مالدار نوجوانوں نے اپنا مال لگا دیا اور کبھی مالدار بزرگوں نے اپنا مال لگ

ان سب مالدار صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ترقی کا کیا راز تھا؟ یہ سب تاجر تھے اور سب کے سب ایک اصول پر عمل کرتے تھے وہ اصول یہ ہے "ایک بول اور ایک تول"۔ آپ بھی اپنی اپنی تجارتوں میں اس اصول کو اپنایئے! ان شاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ سورۃ المطففین پڑھئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے " : وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ (1) الَّذِينَ إِذَا اكۡتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ (2) وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ (3) أَلَا يَظُنُّ أُولَـٰئِكَ أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ (4 " (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں"۔ ان آیات میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی خرابی اور تباہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ العادیات میں بھی پڑھئے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" إِنَّ الۡإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (6) وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ (7)وَإِنَّهُ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ (8) ۝ أَفَلَا يَعۡلَمُ إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي الۡقُبُورِ (9) "یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور یقیناً وہ خود بھی اس پر گواہ ہے۔ یہ مال کی محنت میں بھی بڑا سخت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا " ۔مال کے متعلق لالچ کے خلاف وارننگ دی گئی ہے اور لالچ میں غلط طریقہ اپنانے والوں کی تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی یہ سورتیں صرف رٹنے کے لئے نہیں ہیں اور اچھی تلاوت اور اچھی تجوید کے مظاہرہ کے لئے نہیں ہیں بلکہ ان سورتوں میں تدبر کرتے ہوئے ان میں موجود پیغام معلوم کر کے اپنے ایمان کو جِلا بخشنے کے لئے یہ سورتیں پڑھنی چاہیئے۔

پہلی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا " : طلبُ العلمِ فريضةٌ على كلِّ مسلمٍ " الراوي : أنس بن مالك | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع | الصفحة أو الرقم : 3914 | خلاصة حكم المحدث : صحيح

" علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ اور اگر حلال و حرام کا علم رہے گا تو آدمی حلال کمائے گا۔ جب حلال کمائے گا تو مسجد میں بھی خرچ کرے گا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ انسان کے لئے توحید اور شرک میں فرق کرنے والا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ مومن کے لئے سنت اور بدعت میں فرق کرنے والا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اسی طریقہ سے حلال و حرام میں فرق کرنے والا علم بھی بے حد

ضروری ہے۔ یہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ حلال کمائے گا تو تب جا کر وہ حلال راستوں میں خرچ کرے گا۔

دوسری حدیث

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس حدیث کے الفاظ ترمذی شریف کے ہیں" " : لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ " الراوي : عبدالله بن مسعود | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي | الصفحة أو الرقم : 2416 | خلاصة حكم المحدث : صحيح ، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع ، باب في القيامة " آدم کی اولاد کے قدم اس کے رب کی حاضری میں اس وقت تک حرکت بھی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ پانچ چیزوں کے متعلق نہ پوچھا جائے، اس کی عمر سے متعلق کہ اس نے اپنی عمر کہاں گذاری، اور اس کی جوانی سے متعلق کہ اس نے اپنی جوانی کے اوقات کہاں لگائے، اور اس کے مال سے متعلق کہ اس نے اس مال کو کہاں سے کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا، اور یہ سوال بھی کہ اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا"۔ یہاں حدیث کے الفاظ پر غور کریں کہ حدیث میں " أَبْلَاهُ "کا لفظ آیا ہے کہ بتا تو نے اپنی جوانی کمزور کہاں کی ؟ عمر کے بارے میں ایک سوال اور جوانی کے بارے میں دوسرا سوال کیا جائے گا لیکن جب مال کے بارے میں سوال ہو گا تو دو سوال ایک ساتھ کئے جائیں گے۔ جب ہم بکرے کا گوشت یا مُرغی خریدنے جاتے ہیں تو مسلمانوں کو بڑا شُعور ہوتا ہے کہ بھائی! برابر ذبح ہُوا یا نہیں ہُوا؟ اس پر کافی نظر ہے لیکن اس جیب سے جو مال نکل رہا ہے یہ جیب میں جو مال آیا ہے وہ حلال سے آیا ہے یا حرام سے آیا ہے؟ اس بارے میں مسلمانوں کو شعور نہیں ہے۔ اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ زندگی میں مال کا بہت بڑا رول ہے اور اسلام میں بھی اس بات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

تیسری حدیث

صحیح مسلم کی روایت ہے نبی اکرم ﷺ خطبہ فرما رہے ہوتے ہیں تو سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 172 پڑھتے ہیں" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ

تَعۡبُدُونَ ﴿172﴾ "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ، پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو" پھر نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ایک آدمی کا ذکر کرتے ہیں " ثم ذكر الرجلَ يطيلُ السَّفرَ . أشعثَ أغبرَ . يمدُّ يدَيه إلى السماءِ . يا ربِّ ! يا ربِّ ! ومطعمُه حرامٌ ، ومشربُه حرامٌ ، وملبَسُه حرامٌ ، وغُذِيَ بالحرام . فأنَّى يُستجابُ لذلك ؟ " الراوي : أبو هريرة | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم | الصفحة أو الرقم : 1015 ، كتاب الزكاة ، بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا " " نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فرمارہے ہیں کہ ایک آدمی لمباسفر طَئے کرتا ہوا آتا ہے، اس کی حالت سفر کی وجہ سے بڑی خراب ہے، اس کے بال پراگندہ ہیں، اس کے کپڑے دھول میں اٹے ہوئے ہیں، وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھا کر کہتا ہے کہ اے میرے رب! اے میرے رب۔۔! جب کہ اس کا کھانا حرام کا تھا اس کا پینا حرام کا تھا اس نے جو کپڑا پہن رکھا تھا وہ بھی حرام کا تھا، اور جو رزق کھا کھا کر اپنے گوشت اور جسم کو بڑھایا ہے وہ بھی حرام کی بنیاد اور حرام کے پیسوں سے پلا اور بڑھا ہے، تو کیسے اس کی دعا قبول کی جائے گی؟" اس کا مطلب یہ نِکلا کہ مال کہاں سے کمایا جارہا ہے اور کہاں پر خرچ کیا جارہا ہے یہ اسلام میں بہت ہی اہم موضوع ہے۔ اسی لئے وہ مالدار بڑے خوش قسمت ہیں جو حلال طریقہ سے کماتے ہیں اور حلال جگہ پر اسے خرچ کرتے ہیں۔ عرب کے ایک مشہور عالم نے کہا کہ "کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو حرام سے کماتے ہیں اور حرام میں خرچ کر دیتے ہیں یہ بڑے بدنصیب اور بُرے لوگ ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو حرام سے کماتے ہیں اور اس مال کو حلال میں خرچ کرتے ہیں یہ بڑے بے کار قسم کے لوگ ہیں۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو حلال طریقہ سے تو پیسہ کماتے ہیں لیکن اس مال کو حرام میں خرچ کرتے ہیں یہ بڑے بے وقوف لوگ ہیں۔ چوتھے وہ عقلمند لوگ ہیں جو حلال طریقہ سے کَماتے ہیں اور حلال جگہ پر اس کَمائے ہوئے مال کو خرچ کرتے ہیں یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں، یہ قیامت کے دن چُھٹّی منائیں گے اور ان کے لئے اس دن بڑی آسانیاں ہوں گی۔" اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس چوتھی قسم کے خوش نصیبوں میں شامل کردے جنہوں نے اپنے مال کی اسلامی طریقہ سے پاسداری کی ہے۔

## دس مالدار صحابہ اور ان کی اسلامی خدمت وسخاوت

عشرہ مبشرہ میں سے آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس مال کتنا تھا؟ اور کس درجہ پر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتے تھے؟ ان شاء اللہ میں آپ کو بتلاؤں گا۔ اسی طریقہ سے خواتین بھی اس معاملہ میں کچھ پیچھے نہیں تھیں جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ان سخی مالداروں میں سے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے دس کا مختصر ذکر میں آپ کے سامنے رکھوں گا، ان شاء اللہ۔ یہ باتیں میں اس نیت کے ساتھ کر رہا ہوں کہ میرے پاس مال و دولت نہیں ہے لیکن آج یہ نیت کر کے اٹھوں گا کہ میں کروڑوں کماؤں گا اور کروڑوں تیری راہ میں خرچ کروں گا ہم تمام بھی یہ نیت کر کے اٹھیں گے کہ مال کمانا بُرا نہیں ہے لیکن غلط طریقہ سے مال کمانا بُرا ہے۔ اگر اچھے طریقہ سے ہم مال کماتے ہیں تو کیا ہم عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھول سکتے ہیں؟ کیا ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ان تمام کو بھول سکتے ہیں؟ ان کے کیسے اونچے اونچے مقامات ہیں۔ مکہ کے شروع کے دور میں کلمہ پڑھنے والے ان صحابہ کے بارے میں سنتے ہی ہمارے دل میں فوراً یہ خیال آتا ہو گا کہ بے چارے غریب تھے شاید ان کے پاس مال نہیں تھا ہو گا اور یہ مکی زندگی میں قربانیاں دینے والے صحابہ ہیں۔ لوگوں کا تصور یہ ہے کہ مدینہ میں جو انصار صحابہ تھے وہ بڑے مالدار تھے یہ مہاجرین شاید اتنے مالدار نہیں تھے۔ میرے بھائی! یہ ہماری غلط فہمی ہے۔ ہاں! ہم یہ مانتے ہیں کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن اس کے بعد انہوں نے اتنی محنت کی کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جا جا کر علم بھی حاصل کرتے تھے اور بازار میں جا کر حلال کمائی کے لئے محنت بھی کیا کرتے تھے۔ یہ ہے مکمل اسلام لیکن آج ہم شدید متاثر ہو جاتے ہیں غالی (غلو میں مبتلا صوفیا سے) جو دنیا کو چھوڑنے کی تعلیم دیتے ہیں یا ہم متاثر ہو جاتے ہیں اس بدھ ازم سے جو مکمل ترک دنیا کا سبق پڑھاتا ہے یا پھر ان عیسائیوں سے ہم متاثر ہو جاتے ہیں جو رہبانیت کا درس دیتے ہیں۔

یہ تمام باتیں یعنی قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات کے تذکرے کا مقصود یہ ہے کہ جہاں علمائے کرام نے اپنے علمی خزانے سے امت کو بے پناہ فائدہ پہونچایا ہے وہیں پر

امت کے مالداروں نے بھی ہر دَور میں اپنے مالی خزانوں سے کبھی علم کی مدد کی، کبھی غریبوں کی مدد کی اور کبھی اسلام کی راہ میں دل کھول کر اپنا مال لُٹایا۔

## سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی مراجع ومصادر

ایک اہم نکتہ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کے حوالہ سے کونسی کتابیں بہتر زیادہ مفید اور صحیح ہو سکتی ہیں؟ چند کتابوں کے نام میں آپ کو بتلاؤں گا۔

عربی زبان میں

1- " الاستيعاب " یہ کتاب لکھنے والے ابن عبد البرؒ ہیں۔

2- " اسد الغابة "یہ کتاب لکھنے والے ابن الاثیر رحمہ اللہ ہیں۔

3- " الاصابة في تمئيز الصحابة "یہ کتاب لکھنے والے حافظ ابن حجر العسقلانیؒ ہیں۔

شیخ رزق اللہ المھدی کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں اور جو واقعات مروی ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنا مال بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں تو سند کے اعتبار سے یہ واقعات ضعیف ہیں۔ اسی طریقہ سے الافتاء ORG کی جو سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی ہے ان کا بھی متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے یہ جو لفظ بلفظ احایث گردش کَر رہی ہیں ان کی سندیں ضعیف ہیں لیکن ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مال اور ان کا صدقہ ان بیان کردہ روایات سے بھی زیادہ تھا۔ ان واقعات کی سند تو ضعیف ہے لیکن کہیں نہ کہیں اس کی اَصل موجود ہے۔ اس لئے محدثین کے پاس ایک اصول ہے کہ حدیث میں صحیح اور ضعیف کے اصول بڑے سخت ہیں لیکن تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں حدیث کے تمام اصول ان پر فِٹ نہیں کئے جائیں گے بلکہ ان واقعات کا ایک معتبر کتاب میں ہونا کافی ہو گا۔ یہ واقعات کسی سنت اور فرض کی مخالفت نہ کریں تو تاریخی اعتبار سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ تمام کو مال کمانے اور صحیح جگہ پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

صحابہ کے تفصیلی واقعات سننے کے لئے یوٹیوب پر بیان سن سکتے ہیں ان شاء اللہ

https://youtu.be/B_SYLFhYfNs?si=O21-LtykGmH5tamM

## آرٹیکل نمبر 5

## رزق میں برکت کے لئے 13 اسلامی طریقے

### عناصرِ خطبہ

1۔ تمہید

2۔ رزق میں کشادگی اور برکت کے ذرائع

1۔ پہلا پوائنٹ: استغفار

2۔ دوسرا پوئنٹ: التبکیر فی الرزق:-(صبح سویرے رزق تلاش کرنے کے لئے نکلنا)

3۔ تیسرا پوئنٹ: تقویٰ اختیار کرنا

4۔ چوتھا پوائنٹ: اپنے آپ کو کبیرہ گناہوں سے بچانا

5۔ پانچواں پوائنٹ: التوکل علی اللہ

3۔ توکل کا مطلب

4۔ تین پوائنٹس جن کا تعلق عبادات سے ہے

پہلا پوائنٹ: عبادت سے رزق میں کشادگی ہوگی

دوسرا پوائنٹ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خیرات کرنا

تیسرا پوائنٹ: بار بار حج اور عمرہ کرنا

5۔ حقوق العباد کے متعلق پوائنٹس

پہلا پوائنٹ: دینی علم حاصل کرنے والوں پر خرچ کرنا

دوسرا پوائنٹ: اپنی زندگی میں اور اپنے اہلِ خانہ میں کتاب وسنت کو نافذ کرنا

## تمہید

آج میں آپ کے سامنے قرآنِ مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں ہم اپنے مال میں اضافہ کیسے کر سکتے ہیں؟ نوکری، تجارت اور جائداد میں برکت اور ترقی حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں؟ بیان کروں گا۔ اس کے بعد میں سود کے نقصانات بھی بیان کروں گا، تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ سود کی وجہ سے اس دنیا میں کتنا نقصان ہو رہا ہے۔ قرآن اور صحیح حدیث کی روشنی میں ایسے تیرہ بنیادی اصول اور نکات بیان کیے گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کا اہتمام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک کامیاب بزنس مین بنے، یا اپنی نوکری، تجارت اور کاروبار میں ترقی اور برکت دیکھے، تو اسے ان اصولوں کو اپنانا چاہیے۔

How to Increase Your Wealth According to the Qur'an and Sunnah

قرآن وسنت کی روشنی میں مال میں اضافے کے طریقوں پر مشتمل یہ 13 پوائنٹس میں نے خاص طور پر قرآن و حدیث سے جمع کیے ہیں، تاکہ ہر شخص ان سے رہنمائی حاصل کر سکے۔

## زرق میں کشادگی اور برکت کے ذرائع

### 1۔ پہلا پوائنٹ: استغفار

جو لوگ تجارت یا نوکری کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ کثرت سے اِستغفار (استغفر اللہ) پڑھا کریں، کیونکہ استغفار مال و دولت کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور اس میں برکت کا سبب بنتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ نوح سورہ نمبر 71 آیات 10، 11 اور 12 میں ارشاد فرمایا: " فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا(10) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا (11)وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا(12) مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا(13) "اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے

گا[11]اور تمھیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمھیں باغات دے گا اور تمھارے لیے نہریں نکال دے گا۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے۔(سورۃ نوح:13-10/71)

حضرت نوحؑ اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ اگر تم اللہ سے استغفار کروگے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے پہلے تمھیں معاف فرمادے گا، پھر رکی ہوئی رحمتوں کو جاری کرے گا، آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، اور تمھارے مال اور اولاد میں اضافہ عطا کرے گا، نیز تمھارے لیے باغات اور نہریں پیدا کرے گا۔

حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اولاد نہیں ہو رہی ہے انھوں نے کہا کہ **استغفراللّٰہ** کثرت سے پڑھو۔ ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس پیسہ نہیں ہے اور مجھے تنگی لاحق ہو چکی ہے۔ انھوں نے کہ "**استغفراللّٰہ**" کثرت سے پڑھو، غرض یہ کہ جب بھی کوئی شکایت لے کر آتا تو اسے نصیحت کرتے ہوئے کہتے کہ تم کثرت سے **استغفراللّٰہ** پڑھو، کیونکہ **استغفراللّٰہ** پڑھنے سے تمھارے گناہوں کی نحوست ختم ہو جائے گی اور جب نحوست ختم ہو جائے گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت برسے گی، اور ہر جگہ برکت نظر آئے گی۔**ان شاء اللّٰہ**۔

### 2۔دوسرا پوئنٹ:**التبکیر فی الرزق**:-(صبح سویرے رزق تلاش کرنے کے لئے نکلنا)

صبح سویرے اپنے کاموں کو اس طرح منظم کیجیے کہ آپ کا کام صبح ہی شروع ہو جائے، یا کم از کم کام کا کوئی حصہ اس وقت انجام پا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد جو قافلہ روزی کمانے کے لیے نکلتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:**اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا**
«اے اللہ!میری امت کے لیے اس کے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔

**الراوي : صخر بن وداعة الغامدي | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم : 1212 التخريج : أخرجه أبو داود (2606)، والترمذي (1212)، وابن ماجة (2236) واللفظ لهم خلاصة حكم المحدث : صحيح دون قوله: وكان إذا بعث سرية..إلخ فإنه ضعيف**

وہ لوگ جو فجر کے فوراً بعد اپنے رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں، خصوصاً تجارت کے لیے قافلے لے کر روانہ ہوتے ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاص برکت شاملِ حال ہوتی ہے۔ایک صاحب بہت پریشان تھے۔میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں فلاں بزنس کرتا ہوں۔میں نے کہا کہ آپ تو اتنا اچھا کاروبار کر رہے ہیں، پھر تنگی کیوں آ رہی ہے اور نقصان کیسے ہو رہا ہے؟ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنا بزنس کس وقت شروع کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم حیدرآبادی ہیں اور ہمارے گاہک بھی حیدرآبادی ہیں، اس لیے ہم دن کے گیارہ بجے دکان کھولتے ہیں۔میں نے کہا کہ آپ فجر کے بعد دکان کیوں نہیں کھولتے؟ انہوں نے کہا کہ فجر کے بعد یہاں کوئی گاہک نہیں آتا، کیونکہ یہ حیدرآباد ہے اور لوگ یہاں دس بجے کے بعد آنکھ کھولتے ہیں۔میں نے کہا کہ جب آپ کے اتنے سارے کاروبار ہیں تو ایک دودھ کا کاروبار بھی شروع کر لیجیے، کیونکہ صبح سویرے فجر کے بعد کوئی نہ کوئی دودھ لینے ضرور آئے گا۔انہوں نے کہا کہ بات تو صحیح ہے۔میں نے کہا کہ اگر آپ چھوٹا سا انوسمنٹ کرو گے تو صبح سویرے کوئی گاہک آپ کے پاس سے دودھ خریدنے آجائے تو کم از کم نبی اکرم ﷺ کی دعا تو آپ کے ساتھ شامل ہو جائے گی، اور اس کی برکت باقی کاروبار میں بھی آجائے گی۔انہوں نے اسی طرح عمل کیا۔چند دنوں بعد میں نے فون کر کے حال معلوم کیا تو انہوں نے کہا: الحمدللہ! پہلے کاروبار تھوڑا تھا، لیکن اب بہت بڑا ہو گیا ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاص برکت شامل ہو گئی ہے۔بس ہمیں نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ شریف پر بھروسہ ہونا چاہیے۔

## 3۔ تیسرا پوئنٹ: تقویٰ اختیار کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں سورہ طلاق سورہ نمبر 65 آیت نمبر 3 میں ارشاد فرماتے ہیں کہ " ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (2) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (3) "اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے[2] اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔(سورۃ الطلاق:3-2/65)

جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچائے گا، اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرے گا اور اپنے عقیدے کو شرک سے بچائے گا اور عبادات میں اپنے آپ کو بدعات سے بچائے گا، معاملات میں حرام کمانے سے اپنے آپ کو بچائے گا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے مشکلات اور پریشانیوں سے نکلنے کا راستہ بنادتے ہیں اور اس کو اس جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کے بارے میں وہ سوچا بھی نہیں ہو گا، اور گمان بھی نہیں کیا ہو گا۔ کئی مائیں اپنے بچوں سے روزانہ کہتی ہیں کہ جاؤ اور جا کر ترقی کرو۔ لیکن اس طرح کہنے کے بجائے ماؤں کو یہ کہنا چاہیے کہ تم تقویٰ والی زندگی اختیار کرو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہاری زندگیوں کو خوشیوں اور برکتوں سے بھر دے گا۔

### 4۔ چوتھا پوائنٹ: اپنے آپ کو کبیرہ گناہوں سے بچانا

جو آدمی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے گا اس کا ڈائرکٹ اثر اس کی معیشت Economy پر پڑے گا اور وہ فقر وفاقہ کا شکار ہو جائے گا۔ جہاں پر بھی گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں وہاں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔

امام ذھبیؒ نے اپنی ایک کتاب میں ستر بڑے گناہ جمع کئے ہیں جس کا نام انہوں نے "**الکبائر**" رکھا ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اس کے بعد بدعت، قتل، فساد، غیبت، چغل خوری، حسد، بہتان تراشی، چوری، لوٹ کھسوٹ، ڈکیتی، شراب نوشی، حرام چیزوں کا کھانا پینا، جھوٹ اور دھوکہ دہی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام اعمال کبائر میں شمار ہوتے ہیں۔ جب یہ گناہ کثرت سے ہونے لگتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا اثر ڈائرکٹ انسان کی معیشت Economy اور روزی پر پڑتا ہے۔ اگر کسی کی معاشی حالت میں تنگی اور پریشانی آرہی ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ کہیں نہ کہیں اس کی زندگی میں گناہوں کی زیادتی ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں فوراً **استغفراللہ** پڑھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سچی توبہ کرنی چاہیے اور نیکیوں کی طرف بڑھ جانا چاہیے۔

اس کی دلیل یہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الروم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا" **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ(41)** "

خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔[41] زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا۔ جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔(سورۃ الروم:30/41)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ لوگوں کے برے کرتوتوں کی وجہ سے زمین اور سمندر میں فسادات برپا ہو گیا یعنی لوگ اگر زیادہ گناہ کریں گے تو زمین اور سمندر میں عذابات آجائیں گے۔ گناہوں کی وجہ سے نقصانات زیادہ ہوتے ہیں ان میں ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ آدمی کاروبار ٹھپ پڑ جاتا ہے، اور جو آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچالے گا اس کی روزی میں برکت نازل ہوگی۔

## 5۔ پانچواں پوائنٹ: التوکل علی اللہ

ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہوگا، کیونکہ فائدہ profit دینے والا صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اگر آپ دوسروں پر بھروسہ کریں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ نہیں کریں گے تو آپ کے کاروبار میں کسی بھی قسم کے فائدہ profit کی امید نہیں کی جاسکتی۔ تو ہمارے کاروبار میں کسی بھی قسم کے فائدے کی امید نہیں کی جاسکتی۔ حالانکہ ہم دن میں دسیوں مرتبہ، ہر نماز کی تقریباً ہر رکعت میں یہ آیت پڑھتے ہیں: ﴿" إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ یعنی: ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔(سورۃ الفاتحہ:1/5)

لیکن افسوس کہ ہم جلدی اور غفلت میں اس مفہوم کو بدل دیتے ہیں اور عملی طور پر یوں کر لیتے ہیں کہ یہاں نَعْبُدُ اور وہاں نَسْتَعِينُ یعنی مسجد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، لیکن مدد کے لیے غیر اللہ کے در پر دستک دیتے ہیں۔ حالانکہ بھروسہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہی ہونا چاہیے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔(سورۃ الطلاق:3-65/2)

یقین رکھنا چاہیے کہ نفع (profit) دینے والا بھی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے۔ جب صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتدائی حالت یہ تھی کہ وہ لوگ دانے دانے کو ترس جایا کرتے تھے، لیکن دنیا نے وہ دور بھی

دیکھا کہ عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں لوگ مدینہ میں اپنے سر پر زکوۃ کا پیسہ لے کر گھومتے تا کہ کسی کو زکوۃ دیں لیکن انہیں زکوۃ لینے والا ملتا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہوا؟ یہ ان کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کی وجہ سے ہوا۔ صرف نوے (90) سال کے مختصر عرصے میں، خصوصاً حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے تک، مسلمان اُس وقت کی تقریباً آدھی دنیا پر قابض ہو چکے تھے۔ اُس وقت یہ دنیا تین برّاِ اعظموں (Three Continents) پر مشتمل تھی، اور اگر آج کے نقشے کے مطابق حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں مسلمان تقریباً 58 موجودہ ممالک پر حکومت کر رہے تھے۔ یہ سب کچھ اس لیے ممکن ہوا کہ وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر پوری طرح عمل کرتے تھے۔ اگر ہم بھی انہی اصولوں کو اپنالیں اور ان پر عمل کریں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی بلند مقام، اعلیٰ مرتبے اور بڑے عہدے عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوا خِمَاصاً وَتَرُوْحُ بِطَاناً" اگر تم لوگ اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل (بھروسہ) کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں۔

الراوي : عمر بن الخطاب | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم : 2344 التخريج : أخرجه الترمذي خلاصة حكم المحدث : صحيح

## توکل کا مطلب

توکل کا یہ مطلب نہیں کہ انسان ہر چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حوالے کر دے اور اسباب اختیار نہ کرے، بلکہ توکل یہ ہے کہ سب سے پہلے اسباب اختیار کیے جائیں اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کامل بھروسا کیا جائے۔

ایک صحابیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی اونٹنی کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسے اللہ پر بھروسا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ اسے باندھ دو، پھر توکل کرو۔

الراوي : أنس بن مالك | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم : 2517 التخريج : أخرجه الترمذي (2517) خلاصة حكم المحدث : حسن

اسی طرح زندگی کے ہر معاملے میں پہلے اچھی منصوبہ بندی اور صحیح تدبیر ضروری ہے، اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے پرندوں کی مثال دے کر فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں اسی طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے وہ پرندوں کو دیتا ہے۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ پرندے اپنے گھونسلوں میں بیٹھے نہیں رہتے بلکہ رزق کی تلاش میں باہر نکلتے ہیں اور محنت کرتے ہیں۔ لہٰذا محنت اور اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسا کیا جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ۔

گھبرانے اور پریشان ہونی کی ضرورت نہیں ہے، اگر آپ بزنس کرتے ہیں تو یہ ذہن میں مت بیٹھا لیجئے کہ نقصان ہی ہو گا یا اگر فائدہ بھی ہو گا تو زیادہ نہیں ہو گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، کئی مسلمانوں کو دیکھا گیا کہ وہ ماشاء اللہ بڑے بڑے جاب کر رہے ہیں، لیکن سائیڈ میں بزنس بھی کر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جاب کرنا بری بات ہے۔

تجارت بھی ایک بابرکت کام ہے اور اس میں ترقی کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اگر مسلمان تجارت کو ترک کر دیں تو ان کی معیشت Economy کمزور ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر علم حاصل کرتے اور دوسرے دن تجارت کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم دنیاداری میں کیوں لگے ہوئے ہو، یا یہ کہ آئندہ تمہیں خلیفہ بننا ہے اس لیے تم میرے پاس ہی رہو You have to be here۔ ایسا ہرگز نہیں کہا، بلکہ آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی۔ صحابہؓ ایک دن علم حاصل کرتے تھے اور دوسرے دن تجارت کے لیے نکل جایا کرتے تھے۔ اسلام ایک متوازن (Moderate)، قابلِ عمل (Practical) دین ہے۔ دین اور دنیا کو ساتھ لے کر چلنے کا جو تصور اسلام میں موجود ہے، وہ کسی اور مذہب میں اس جامع انداز میں نہیں پایا جاتا۔

یہ پانچ چیزیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، ان کا تعلق بندے کے ایمان اور اس کے دل سے ہے۔ اس کے بعد آنے والے تین پوائنٹس کا تعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت سے ہے، اور پھر باقی تین پوائنٹس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

https://www.youtube.com/watch?v=hX3u5Juwh0c

## آرٹیکل نمبر 6

تجارت کے دوران دس گناہوں سے بچاؤ کا اسلامی طریقہ

عناصرِ خطبہ

1) تمہید
2) طلب العلم فريضة على كل مسلم
3) عہد صحابہ میں علمِ تجارت کی اہمیت
4) قیامت کے دن مال کے متعلق سوالات
5) مال کمانے اور خرچ کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں
6) کسب حرام سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں
7) موجودہ دور میں حلال وحرام سے متعلق شعور کا فقدان
8) اسلام حرام تجارت کا حلال متبادل پیش کرتا ہے
9) مسلمانوں کو حلال تجارت اور حلال ذرائع آمدنی کے ذریعہ ترقی کی طرف قدم بڑھانا چاہیے
10) تجارت سے متعلق لوگوں میں شعور پیدا کرنا بھی وقت کی اہم ضرورت
11) حلال وحرام تجارت میں فرق کرنے کے لیے دس نکات
12) پہلا نکتہ: الربا (سود)
13) دوسرا نکتہ: المیسر: جوا جس میں دو طرفہ شرط لگائی جاتی ہے
14) تیسرا نکتہ: الجہالۃ (لاعلمی)
15) چوتھا نکتہ: غرر (دھوکہ)
16) پانچواں نکتہ: شرائط کا پورا ہونا
17) چھٹا نکتہ: موانع کا خاتمہ
18) ساتواں نکتہ: خارجی شرائط کا پورا ہونا اور خارجی موانع کا نہ پایا جانا

19) آٹھواں نکتہ: حرام کو حلال نہ کرے اور حلال کو حرام نہ کرے

20) نواں نکتہ: مبیع (بیچی جانے والی چیز) واضح ہو اور حلال ھو

21) دسواں نکتہ: قرض کی عدم ادائیگی

## تمہید

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کی زندگی کے ہر باب میں مکمل رہنمائی کرتا ہے، وہ انہیں ہر بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے، اور انہیں ایک مکمل نظام حیات فراہم کرتا ہے تاکہ وہ انہیں اپنا کر دنیا اورآخرت دونوں کی کامیابیاں حاصل کر سکیں، اسلام عقائد میں شرک، عبادات میں بدعت، معاملات میں حق تلفی اور اخلاقیات میں بد خلقی کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ اس خطبہ میں ہم مالی معاملات سے متعلق کچھ اہم ہدایات پیش کرنے جارہے ہیں کیونکہ انسان کی زندگی کے ایک بڑے حصے کا تعلق معاملات سے ہے۔لہذا ایک مسلمان کو خصوصاً معاملات کے باب میں نہایت ہی سنجیدہ ہونا چاہیے۔

ایک مسلمان روزمرہ کے بیداری کے اوقات میں سے 70 فیصد وقت تعلیم، ملازمت، تجارت اور دیگر معاملات کے انجام دہی میں لگاتا ہے، اگر معاملات کے باب میں آدمی کمزور ہو تو گویا وہ اپنی زندگی کے ستر فیصد حصے میں ناکام ہے، لہذا ایسا شخص نہ دنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ آخرت میں۔اس کے معاملات کی خرابی کی وجہ سے خود اس کے گھر کے افراد اس کے خلاف گواہی دینگے کہ یہ ہمارے ساتھ معاملات میں ناانصافی کرتا تھا نتیجتاً اس آدمی کی آخرت برباد ہوسکتی ہے لیکن ہم جب معاملات کی درستگی کے ساتھ اپنی نیت کو درست کرلیں تو ہم روزمرہ کے 70 فیصد معاملات میں لگنے والے وقت کو کامیاب بناسکتے ہیں، اس طرح کہ حلال وحرام کا علم حاصل کریں، درس وتدریس، کاروبار اور جاب میں اپنی نیت کو درست کرکے حلال روزی کی تلاش کریں اور حرام سے حتی المقدور بچتے رہیں تاکہ اللہ تعالی راضی ہوجائے۔

### ہر مسلمان پر اتنا شرعی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے وہ حلال وحرام میں فرق کرنے کے قابل ہو جائے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“ (الراوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ، المحدث: ابن ماجہ، المصدر: سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 224، خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)۔

**عہد صحابہ میں علم تجارت کی اہمیت:**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر تاجر اور بازار سے جڑے شخص کو بازار سے متعلق علم جانے بغیر کاروبار کرنے پر کوڑے سے مارا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے:

"لاْيَبِيْعُ فِيْ سُوْقِنَا إِلاْ مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِيْ الدِّيْنِ"

ترجمہ: ”وہی آدمی ہمارے بازار میں خرید و فروخت کرے جو دین کی سمجھ رکھتا ہو۔“

(الراوی : جد العلاء بن عبدالرحمن المحدث : الترمذی المصدر :سنن الترمذی رقم الحديث : ٤٨٧ خلاصة حكم الحديث :حسنه الألباني في صحيح الترمذي .)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَنِ اتَّجَرَ قبلَ أَنْ يَتَفَقَّهَ ارْتَطَمَ فِيْ الرِّبَا،ثُمَّ ارْتَطَمَ، ثُمَّ ارْتَطَمَ .أي : وقع في الربا"

ترجمہ: ”جو آدمی حلال و حرام کی سمجھ حاصل کرے بغیر تجارت کرے وہ سودی معاملہ کر بیٹھے گا, پھر سودی معاملہ کرے گا پھر سودی معاملہ کرے گا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ صحابہ میں جتنا عقائد اور عبادات پر زور دیا جاتا تھا اتنا ہی زور معاملات کی درستگی پر بھی دیا جاتا تھا لیکن آج لوگ عقائد اور عبادات کے علم کو حاصل کرنے کی جستجو کرتے ہیں لیکن حلال و حرام کو جاننے میں دلچسپی نہیں لیتے۔

**معاملات کی حرمت وحلت کا علم حاصل کرنے سے متعلق ایک شیطانی وسوسہ:**

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے کہ اگر ہم حلال و حرام کا علم حاصل کریں یا انہیں عملی زندگی میں مکمل تطبیق دینے کی کوشش کریں گے تو ہم کوئی تجارت ہی نہیں کرسکتے۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ حلال و حرام سے متعلق لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ علم حاصل کرنے پر عمل کرنا پڑیگا لہذا اگر علم ہی حاصل نہ کیا جائے تو کیا ہو گا؟

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو دوعذاب دیئے جائینگے، ایک برائی کو انجام دینے کا اور دوسرا اس کے بارے میں علم حاصل نہ کرنے کا، کیوں کہ انسان دو فرائض کو ترک کر رہا ہے، ایک علم حاصل کرنا اور دوسرا احرام سے بچنا۔

عمل کے ڈر سے علم ہی حاصل نہ کرنا یہ دراصل اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے، اگر کوئی آدمی کسی زہر کی شیشی کو یہ کہہ کر منہ کو لگائے کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ اس شیشی میں دوا ہے یا زہر، جب کہ اس کے لاعلمی سے زہر کا اثر ختم نہیں ہو گا۔

لوگ نہ معلوم کرنے کو اپنی عقلمندی سمجھتے ہیں اور اس عدم واقفیت کی وجہ سے جو دنیا و آخرت کے نقصانات سے بچ نہیں پاتے ہوتے اور اس طرح یہ گناہوں کے نقصانات اور اثرات کو اپنی ذاتی، جسمانی، روحانی ،ازدواجی اور عائلی تمام سطحوں پر محسوس کرتے ہیں۔

## قیامت کے دن مال کے متعلق سوالات:

ایک مسلمان عقائد اور عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کے بارے میں بھی علم حاصل کرے کیونکہ بروز قیامت پانچ سوالات میں سے دو سوال مال سے متعلق ہوں گے اور اس کا جواب دیے بغیر اس کے قدم نہیں ہٹ سکتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ "

ترجمہ: ”آدمی کے پاؤں قیامت کے دن اسکے رب کے پاس سے نہیں ہٹیں گیں یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھا جائے گا: اس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں صرف کیا؟ اس کی جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں کھپایا؟ اس کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا؟ اور اس کے علم کے سلسلے میں پوچھا جائے گا کہ اس پر کہاں تک عمل کیا؟۔“

(الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث: الترمذی المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 2416 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال سے متعلق دو سوالات کیے جائیں گے ایک مال کہاں سے کمایا؟ اور دوسرا کہاں خرچ کیا؟

## مال کمانے اور خرچ کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں:

1) بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام طریقے سے کماتے ہیں اور حلال خیر کے کاموں میں صرف کر دیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ حرام طریقے سے کمایا تو کیا ہوا ہم اللہ کی راہ میں بھی خرچ کر رہے ہیں اللہ معاف کر دے گا، جب کہ یہ در حقیقت اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دے رہے ہیں اور دنیا و آخرت دونوں میں نقصان سے دوچار ہو رہے ہیں۔

2) بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام طریقے سے کماتے ہیں اور خرچ بھی حرام راستے میں ہی میں کرتے ہیں، ایسے لوگ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں قیامت کے دن دو سوالوں میں ناکام ہونے والے ہیں اور مذکورہ دونوں قسم کے افراد دنیا و آخرت میں بہت بڑا خسارہ اٹھاتے ہیں، کیوں کہ حرام کمائی گناہ کبیرہ ہے اور ہر گناہ کی ایک سزا ہے، جب آدمی مسلسل حرام کمائی کرے گا تو اس گناہ کی پاداش میں اس کو عذاب دیا جائے گا اور گناہ کا انسان کی جسمانی، روحانی اور دینی زندگی پر بہت برا اثر پڑتا ہے، گناہ سے انسان کا دل اور اعضاء بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔

3) 3 بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو حلال سے طریقے سے کماتے ہیں لیکن حرام مصارف میں خرچ کرتے ہیں یا تو وہ اسراف کرتے ہیں یا تبذیر کے شکار ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میری خون پسینے کی کمائی ہے میری مرضی کہ میں کہیں بھی خرچ کروں، جب کہ مذکورہ بالا حدیث اور دوسری بہت ساری قرآنی آیات اور صحیح احادیث میں خرچ کرنے میں بھی ہر مسلمان کو حلال راستوں اور طریقوں کو اپنانے کا حکم دیا گیا اور حرام جگہوں پر خرچ کرنے سے روکا گیا ہے۔

4) بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو حلال طریقے سے کماتے ہیں اور حلال راستوں میں ہی خرچ کرتے ہیں۔ اور یہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے لوگ ہیں.

**کسب حرام سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں اگرچہ وہ انتہائی عاجزی کے ساتھ اللہ کو پکارے:**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [المؤمنون: ٥١] وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [البقرة: ١٧٢] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟"

ترجمہ: ”اے لوگو بیشک اللہ تعالی پاک ہے، پاکیزہ چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالی مومنوں کو اسی بات کا حکم دیتا ہے جس بات کا حکم پیغمبروں کو دیتا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ کہا: ”اے پیغمبرو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بیشک میں تمھارے اعمال سے باخبر ہوں۔“ (سورۃ المؤمنون:23/51) اور کہا: ”اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے بطور رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔“ (سورۃ البقرۃ 2:/172) پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کر رہا ہے، بال پراگندہ ہیں، کپڑے میلے کچیلے ہیں، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں اور اللہ کو اے میرے رب اے میرے رب کہکر پکار رہا ہے جبکہ اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، کپڑا حرام کا ہے اور پرورش حرام پر ہوی ہے تو ایسے شخص کی دعاء کیسے قبول ہوگی؟؟؟!!!

(الراوي: أبو هريرة رضی اللہ عنہ | المحدث: مسلم | المصدر: صحيح مسلم، رقم الحديث: 1015)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام کمائی کی وجہ سے آدمی کی دعاء رد کردی جاتی ہے خواہ وہ دعا بقیہ سارے آداب کی رعایت کے ساتھ ہی کیوں نہ مانگی گئی ہو، جس طرح آدمی شرک سے ڈرتا ہے، بدعات اور مخالفتِ رسول سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اسی طرح اس کو حرام کمائی سے بھی ڈرنا چاہیے تاکہ اس

کی دعائیں قبولیت کا شرف حاصل کرلیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے مذاق میں دھوکہ دیا جب مذاق میں شرک کرنا صحیح نہیں تو مذاق میں کسی کو دھوکہ دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟۔

حرام راستوں سے مال کمانے کے تعلق سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تنبیہ کی فرمایا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ "

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر امت کی آزمائش کسی نہ کسی چیز میں ہے اور میری امت کی آزمائش مال میں ہے

( الراوي : كعب بن عياض | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم: ٢٣٣٦ | خلاصة حكم المحدث : صحيح)

ایک اور جگہ فرمایا

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنْ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتْ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ: أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ، قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمیؓ کو حاکم بنایا تھا۔ جب ابوعبیدہؓ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابوعبیدہؓ آگئے ہیں۔ چناچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھا چکے تو لوگ آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ آپ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصارؓ نے عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا، تمہیں خوشخبری ہو، اور اس چیز کے لیے تم پرامید رہو۔ جس سے تمہیں خوشی ہوگی، لیکن اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا کچھ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے، تو ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے جلنے لگو اور یہ جلنا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔

(الراوي : عمرو بن عوف المزني | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاريالصفحة أو الرقم: ٣١٥٨ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح])

ایک اور جگہ فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ ؟ .

ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال طریقے سے حاصل کردہ ہے یا حرام راستوں سے ہے۔

(الراوي : أبو هريرة | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم : ٢٠٨٣ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح])

ان اَحادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہیکہ کسب حرام یہ ہیٹ عام ہو جائے گالہذا ایک مسلمان کو حلال و حرام کا شعور اپنے اندر پیدا کلنا ضروري ہے بقیہ بیان ان شاءاللہ یوٹیوب پر سماعت فرمائیں۔

## آرٹیکل نمبر 7

### یوم آخرت پر ایمان

"یوم آخرت" سے مراد روز قیامت ہے۔اس دن لوگوں کو ان کے اعمال کے حساب و اور جزا کے لیے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔اس دن کا نام "یوم آخرت" اس لیے ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرا دن نہ ہو،کیونکہ تمام اہل جنت اور جہنم اپنے اپنے ٹھکانوں میں قرار پاچکے ہوں گے،اس دن پر ایمان لاناارکان ایمان میں سے ایک ہے،جس کے بغیر کسی بھی بندہ کا ایمان قابلِ قبول نہیں ہے۔

### فہرست


1) آخرت کے دن پر ایمان تین امور پر مشتمل ہے
2) دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا
3) حساب وجزاپر ایمان لانا
4) جنت اور جہنم پر ایمان لانا
5) یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات
6) اور دیکھیے
7) حوالہ جات


### آخرت کے دن پر ایمان تین امور پر مشتمل ہے

1. دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔دوبارہ اٹھائے جانے سے مراد دوسری بار صور پھونکتے وقت مردوں کو زندہ کرنا ہے،چنانچہ تمام لوگ بغیر جوتوں کے ننگے پاؤں،بغیر لباس کے ننگے جسم،اور بغیر ختنوں کے اللہ رب العالمین کے

حضور کھڑے ہوئے جائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے بے شک ہم پورا کرنے والے ہیں (الانبیاء:104)

## دوبارہ اٹھایا جانا برحق اور ثابت ہے

دوبارہ اٹھایا جانا برحق اور، کتاب اللہ، سنت رسول سے ثابت ہے اور اجماع مسلمین سب اس کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (المومنون:15-16)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنے کے جمع کیا جائے گا۔" (صحیح بخار:6527، صحیح مسلم،:2859)

اس کے اثبات پر مسلمان کا اجماع ہے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے اور اپنے رسولوں کے ذریعے سے اس نے ان پر جو فرائض عائد کیے تھے، ان کی انہیں جزا دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے (المومنون:115) اور اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا: جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں لوٹنے کی جگہ پھیر لائے گا (القصص:85)

## حساب وجزا پر ایمان لانا

یعنی بندے کے تمام اعمال کا حساب ہو گا اور اس کے مطابق اسے پورا بدلہ دیا جائے گا اور اس کے ثبوت پر بھی کتاب و سنت اور اجماع مسلمین سب دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے (الغاشیہ:25-26)۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جو کوئی (اللہ کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسے ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (الانعام:160)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہو گا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں (الانبیاء:47)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا": قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومن شخص کو اپنے قریب بلا کر اپنے پردے سے ڈھانپ لے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا یہ اور یہ گناہ جانتا ہے۔ وہ جواب دے گا، ہاں، اے میرے رب! یہاں تک کہ جب وہ اپنے گناہوں کے اقرار کے بعد یہ سمجھ لے گا کہ وہ تباہ و برباد ہو گیا ہے، تو اللہ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی کی تھی، آج میں تیرے ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں، چنانچہ اس کو اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا، لیکن کفار اور منافقین کو علی الاعلان تمام مخلوق کے سامنے بلا کر یہ کہا جائے گا: "یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کو جھٹلایا، خبر دار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔" (صحیح بخاری:2441)

اور نبی ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے": جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیکی نہیں کی، اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اُس کے لیے پوری ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جس نے ارادہ نیکی کرنے کے بعد وہ نیکی کرلی تو اللہ تعالیٰ اس ایک نیکی کو اپنے ہاں دس گنا سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب کوئی کسی بدی کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے، پس وہ بدی پر عمل بھی کر گزرے، تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں (اس کے نامہ اعمال میں) صرف ایک ہی بدی لکھتا ہے۔" (صحیح بخاری: 6491، صحیح مسلم:130،129،128)

قیامت کے روز تمام انسانی اعمال کے حساب کتاب اور ان کی جزا و سزا کے اثبات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں، رسول بھیجے جو احکام شریعت وہ لائے تھے انہیں قبول کرنا اور ان میں سے جن احکام پر عمل کرنا واجب تھا، ان پر عمل کرنا بندوں پر فرض کیا۔ جو لوگ اس کی شریعت کے مخالف ہیں، اُن کے ساتھ قتال کو واجب قرار دیا، ان کے خون، ان کی اولاد، ان کی عورتوں اور ان کے مالوں کو حلال قرار دیا۔ تو اگر ان تمام اعمال کا حساب کتاب ہی نہ ہو اور نہ ان کے مطابق جزا و سزا دی جائے تو یہ تمام احکام بے کار اور مہمل قرار پاتے ہیں حالانکہ تمام جہانوں کا پروردگار تو ہر عبث چیز سے منزہ ہے، چنانچہ اس حقیقت

کی طرف اللہ تعالیٰ نے خود اشارہ فرمایا ہے: پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ان پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر اپنے علم کی بناء پر ان کے سامنے بیان کر دیں گے اور ہم کہیں حاضر نہ تھے(الاعراف:6-7)

## جنت اور جہنم پر ایمان لانا

یعنی یہ دونوں مخلوق کے ابدی ٹھکانے ہیں، سو جنت نعمتوں کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تقوی اختیار کرنے والے ان مومنوں کے لیے بنایا ہے جو ان چیزوں پر ایمان لائے جن پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب ٹھہرایا ،اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ سے مخلص اور اس کے رسول کے سچے پیروکار رہے۔ ان کے لیے جنت میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے: "جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا۔" (صحیح بخاری:3244)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ (البینۃ:7-8)۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔ (السجدۃ:17)۔ اور "جہنم" عذاب کا گھر ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے ان ظالم کافروں کے لیے بنایا ہے جنھوں نے اس کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسولوں کی نافرنی کی۔ جہنم میں طرح طرح کا عذاب اور سامان عبرت ہے، کوئی دل ان ہولناکیوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے" (آل عمران:131)

اور ایک جگہ یوں فرمایا: بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کیے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا مونہوں کو جھلس دے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی (سورہ الکہف:29)

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دوزخ تیار کر رکھا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مدد گار جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا (الاحزاب:64-66)

## یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات

1) اس دن کے اجر و ثواب کی امید و طلب میں اطاعت و فرمانبر داری کی طرف رغبت اور اس کی حرص۔

2) اس دن عذاب سے بچنے کے لئے نافرمانی سے بے تعلق اور بے زار ہونا۔

3) آخرت کی نعمتوں اور ثواب کی امید پر مومنوں کے لئے دنیاوی نعمتوں سے محرومی پر تسلی۔

اور دیکھیے: ارکان ایمان، ارکان اسلام، جنت، جہنم، پل صراط، میزان، قیامت کی نشانیاں وغیرہ

حوالہ جات: کتاب شرح اصول الایمان: محمد بن صالح العثیمین

## آرٹیکل نمبر 8

## جنت میں لیجانے والے 20 اعمال، جہنم میں لیجانے والے 20 اعمال

فہرست

- ❖ جنت میں لیجانے والے بعض اعمال صالحہ
- ❖ جہنم میں لیجانے والے بعض گناہ
- ❖ اور دیکھیے

## جنت میں لیجانے والے بعض اعمال صالحہ

### 1. ایمان اور عمل صالح

فرمان باری تعالیٰ ہے: اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرۃ: 82)

نیز فرمایا: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کیے یقیناً ان کے لئے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ (الکہف:107)

## 2. تقوی اور پرہیز گاری

فرمان باری تعالی ہے: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (آل عمران:133)

نیز فرمایا: پرہیز گار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (الحجر:45)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ سے جنت میں سب سے زیادہ داخل کرنے والے اعمال کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تقوی (اللہ کا ڈر)، اور اچھا اخلاق، پھر آپ سے جہنم میں سب سے زیادہ داخل کرنے والی اشیاء کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: زبان اور شرمگاہ۔ (سنن ترمذی: 2004)

## 3. اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمابرداری

فرمان باری تعالی ہے: جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے (درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منھ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا۔ (الفتح:17)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری:7280)

## 4. اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

فرمان باری تعالی ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (التوبۃ:111)

نیز فرمایا: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔(الصف:10-12)

## 5. اللہ تعالیٰ کے دین پر استقامت

فرمان باری تعالیٰ ہے: بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ غمگین ہوں گے، یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔ (الأحقاف:13،14)

سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں (ابو اسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی سے)، آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر ڈٹارہ (استقامت اختیار کر)۔( صحیح مسلم:38)

## 6. علم دین کا حاصل کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہي کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے علم دین کی طلب کا راستہ اپنایا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔( صحیح مسلم:2699)

## 7. مسجد تعمیر کرنا

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس بات کو برا سمجھا اور یہ چاہا کہ مسجد کو اپنے حال پر چھوڑ دیں (یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھی) تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر ویسا ہی بنائے گا۔( صحیح مسلم:533)

## 8.اچھے اخلاق

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ سے جنت میں سب سے زیادہ داخل کرنے والے اعمال کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تقوی (اللہ کا ڈر)، اور اچھا اخلاق، پھر آپ سے جہنم میں سب سے زیادہ داخل کرنے والی اشیاء کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: زبان اور شرمگاہ۔(سنن ترمذی:2004)

## 9.مسجد کو جانا اور آنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص مسجد میں صبح شام بار بار حاضری دیتا ہے ۔اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا۔وہ صبح شام جب بھی مسجد میں جائے۔( صحیح بخاری:662، صحیح مسلم:669)

## 10. حج مبرور (مقبول حج)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔( صحیح بخاری: 1773، صحیح مسلم: 1349)

## 11. نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا

فرمان نبوی ﷺ ہے: جو شخص نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکے گی۔(سلسلہ صحیحہ:972)

## 12. صبح اور شام سید الاستغفار کا اہتمام کرنا

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سید الاستغفار۔(مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے یوں کہے، اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔آن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے

اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔( صحیح بخاری:6306)

### 13. دن اور رات میں 12 رکعتوں (سنن مؤکدہ) کا اہتمام کرنا

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص دن اور رات میں ۱۲ رکعات پڑھ لے، اُن کی وجہ سے اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔"( صحیح مسلم:728)

نیز فرمان نبوی ﷺ ہے:"جس نے رات اور دن میں ۱۲ رکعت (نوافل) ادا کیے، جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیا جاتا ہے: چار رکعت قبل از ظہر، دو بعد میں، دو رکعت مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز کے بعد۔"(سنن ترمذي:415)

### 14. سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا اور کھانا کھلانا

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے مدینہ میں جو پہلی گفتگو نبی کریم ﷺ سے سنی وہ یہ روایت تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:”اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو۔ (ایسا کرنے کی صورت میں) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے“۔(ابن ماجہ:1097)

نیز نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہ ہو گے حتیٰ کہ تم ایمان لے آو، اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاوں جس کے کرنے کے بعد تم آپس میں محبت کرنے لگو (پھر خود ہی فرمایا:) اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔( صحیح مسلم:54 )

### 15 سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، امانت کی حفاظت کرنا، شرمگاہ کی حفاظت کرنا...

عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم لوگ اپنی ذات میں چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تُمھیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں، (۱) جب بات کرو گے تو سچ کہو گے (۲) جب وعدہ کرو گے تو

پورا کروگے (۳) اگر تمہیں امانت دی گئی تو امانت ادا کروگے اور (٤) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کروگے اور (٥) اپنی نگاہوں کو نیچا رکھوگے اور (٦) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھوگے۔ (السلسلة الصحيحة: 1470)

### 16. اللہ کی خاطر اپنے مسلم بھائی کی زیارت کرنا، اپنے شوہر سے محبت کرنے والی عورت...

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جنتی مردوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟" ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا: "1. نبی جنتی ہے، 2. صدیق جنتی ہے، 3. وہ آدمی جو شہر کے دوسرے کونے میں کسی کو صرف اللہ کیلئے ملنے جاتا ہے وہ جنتی ہے۔"

(پھر فرمایا:) "کیا میں تمہیں جنتی عورتوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟" ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا: "1. ہر بہت محبت کرنے والی، 2. زیادہ بچے جننے والی، 3. جب وہ ناراض ہو یا اس سے برا معاملہ کیا جائے یا اس کا شوہر اس پر غصے ہو تو وہ (شوہر سے) کہے: یہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک آپ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں۔"۔ (سلسلہ صحیحہ: 3380)

### 17. عورت کا پنجگانہ نماز ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اپنے شوہر کی اطاعت کرنا...

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب عورت اپنی پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، اپنے ماہ {رمضان} کا روزہ رکھ لے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرلے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں اسکے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جا۔ (صحیح الجامع: 661)

### 18 لڑکیوں کی پرورش کرنا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اس کا ساتھ (انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہو گا۔" (صحیح مسلم: 2631)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی، میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی، وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں

میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔ (صحیح بخاری:1418)

## 19 اولاد کی موت پر ثواب کی نیت سے صبر کرنا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے اگر تین بچے مر جائیں جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالی اس رحمت کے نتیجے میں جو ان بچوں سے وہ رکھتا ہے مسلمان (بچے کے باپ اور ماں) کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔ (صحیح بخاری:1248)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ (عورت) اللہ کی رضامندی کے واسطے صبر کرے، تو جنت میں جائے گی۔ ایک عورت بولی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر دو بچے مریں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ہی سہی۔ ایک دوسری سند سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں اس کو جہنم کی آگ نہ لگے گی مگر قسم اتارنے کے لئے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ((تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے نہ گزرے)) اس وجہ سے اس کا گزر بھی دوزخ پر سے ہو گا لیکن اور کسی طرح عذاب نہ ہو گا)۔ (صحیح مسلم:2633)

## 20. یتیم کی کفالت

سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔ (صحیح بخاری:5304)

## جہنم میں لیجانے والے بعض گناہ

### 1. اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

فرمان باری تعالی ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ (النساء:48)

### 2. نماز کا چھوڑنا

فرمان بای تعالی ہے: کہ وہ بہشتوں میں (بیٹھے ہوئے) گناہ گاروں سے سوال کرتے ہوں گے تمھیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ہے وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔ (المدثر: 40-43)

### 3 سود لینے، دینے، لکھنے اور گواہ بننے والا

فرمان باری تعالی ہے: سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ ﴿حرام کی طرف﴾ لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ (البقرۃ:275)

### 4. پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

فرمان باری تعالی ہے: جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے، جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (النور:23-24)

### 5 فیصلے میں اللہ کا قانون نہ لینا

فرمان باری تعالی ہے: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ (المائدہ:44)

### 6. حق کو چُھپانا

فرمان باری تعالی ہے: جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، درآنحالیکہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لیں اور جو کچھ چُھپاتے تھے، اُسے بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کر دوں گا اور مَیں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ (البقرہ:159-160)

### 7. رِیاکاری کرنا

فرمان باری تعالی ہے: پھر تباہی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو رِیاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں۔ (الماعون:4-7)

### 8 ہم جنس پرستی

فرمان باری تعالی ہے: کیا تم جہان والوں میں سے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو۔ اور تمہاری جن عورتوں کو اللہ تعالٰی نے جوڑا بنایا ہے اُن کو چھوڑ دیتے ہو، بلکہ تم ہو ہی حد سے گزر جانے والے۔ (الشعراء:165-166)

### 9. زنا

فرمان باری تعالی ہے: اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالٰی نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ (الفرقان:68-69)

### 10. کسی جان کو قتل کرنا

فرمان باری تعالی ہے: اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالٰی کا غضب ہے اسے اللہ تعالٰی نے لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔ (النساء:93)

## 11. کسی پر ناحق ظلم کرنا

فرمان باری تعالی ہے: یہ راستہ صرف اُن لوگوں پر ہے جو خود دوسروں پر ظلم کریں اور زمین میں ناحق فساد کرتے پھریں، یہی لوگ ہیں جن کے لیئے دردناک عذاب ہے۔(الشورٰی:42)

## 12. ناحق یتیموں کا مال کھانا

فرمان باری تعالی ہے: جو لوگ ناحق (ظلم) سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔(النساء،:۱۰)

## 13 شراب پینا اور جوا کھیلنا

فرمان باری تعالی ہے: اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا اور آستانے وغیرہ اور پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے اور اللہ تعالٰی کے یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آجاؤ۔(المائدہ،:90-91)

## 14. زمین میں فساد برپا کرنا

فرمان باری تعالی ہے: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ ودو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں، اُن کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سُولی پر چڑھائے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سَمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا وہ جَلا وطن کردیے جائیں۔ یہ ذلت ورسوائی تو اُن کے لیے دُنیا میں ہے اور آخرت میں اُن کے لیے اس سے بڑی سزا ہے۔(المائدہ،:33)

## 15 تکبر کرنا

فرمان باری تعالی ہے: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔(البقرۃ،:34)

## 16 اپنے آپ کو قتل کرنا

فرمان باری تعالی ہے: اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین مانو کہ اللہ تمھارے اُوپر مہربان ہے۔ جو شخص ظلم وزیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا، اُس کو ہم ضرور آگ میں جھونکیں گے اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر تم اُن بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمھیں منع کیا جارہا ہے، تو تمھاری چھوٹی موٹی بُرائیوں کو ہم تمھارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔(سورۃ النساء،:29-30)

## 17. منافقت اختیار کرنا

فرمان باری تعالی ہے: یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ در حقیقت اللہ ہی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ جب یہ نماز کے لیے اُٹھتے ہیں تو کَسمَاتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اُٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ کفر وایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پُورے اِس طرف ہیں نہ پُورے اُس طرف۔ جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو، اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو؟ یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو اُن کا مددگار نہ پاؤ گے۔(النساء،:142-145)

## 18. اپنی عزت کی خاطر گناہ پر جمے رہنا

فرمان باری تعالی ہے: اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر، تو اپنے وقار کا خیال اُس کو گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔(البقرۃ،:206)

## 19. مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دینا

فرمان باری تعالی ہے: اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دیتے ہیں اُنھوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔(الاحزاب،:58)

## 20. کنجوسی کرنا

فرمان باری تعالی ہے: یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پِندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔ اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہے جو کنجوسی کرتے ہیں اور دُوسروں کو بھی کنجوسی کی ہدایت کرتے ہیں

اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں۔ ایسے کافرِ نعمت لوگوں کے لیے ہم نے رُسوا کُن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔(النساء،:36-37)

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

**SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI** waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)